بچھو لڑکی
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK
۱۴۰

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- بارش، جنگل، موتی
- ناگن آگئی
- بدروحوں کا غار
- بچھوڑکی

بارش، جنگل، موتی

ناگ چکرا کر رہ گیا کہ اگر پہلے اس کے بالوں کی خوشبو صوبہ سانبرینے کی جانب سے آ رہی تھی تو اب یہ خوشبو کہاں غائب ہو گئی؟ دو مونہی نے تو کہا تھا کہ مجھے یہ خوشبو روم شہر کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی ہے جب ناگ نے سانپ کو دو مونہی کی بات بتائی تو وہ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! دو مونہی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی ممکن ہے اس وقت آپ کے بالوں کی خوشبو روم ہی کی طرف سے آ رہی ہو۔"

"مگر اب وہ کہاں غائب ہو گئی؟" ناگ نے سٹ پٹا کر پوچھا:

سانپ نے ڈر کر ایک دم سے اپنا سر جھکا دیا اور ادب سے بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ یقین کریں۔ آپ کے بالوں کی خوشبو مجھے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت سوائے آپ کے سر کے اور کسی طرف سے نہیں آ رہی۔

ناگ نے سانپ کو چلے جانے کے لئے کہا۔ سانپ خاموشی سے واپس چلا گیا۔ ناگ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جس کسی نے بھی اس کے سر کے بالوں کو کاٹ کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے کیٹی تھیوسانگ اور عنبر بھی اس کے پاس ہی قید ہوں گے اور وہ ضرور کوئی جادوگر ہے۔ اگر کیٹی تھیوسانگ اور عنبر اس کے پاس قید نہ بھی ہوں تب بھی ان کے بارے میں اس جادوگر سے سراغ مل سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس شخص کا کھوج لگانا چاہتا تھا جس کے پاس سے اس کے بالوں کی خوشبو آ رہی تھی مگر اب تو خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ ناامید ہو کر عیار یوراگی کے مکان کے برآمدے میں ایک طرف بچھے ہوئے مونڈھے پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ دو مونہی کے کہنے کے مطابق اگر اسے روم شہر کی طرف سے بالوں کی خوشبو آئی تھی تو بہت ممکن تھا کہ وہ آدمی جس کے پاس ناگ کے بال ہیں یعنی عیار یوراگی روم شہر ہی میں ہو۔ وہ پہلے سائرینے کی طرف گیا ہو اور پھر وہاں سے واپس

روم آ گیا ہو۔ پس ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ روم شہر ہی میں رہ کر عیار یوراگی کا کھوج لگانے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ یہی ایک آدمی تھا جو اسے کیٹی عنبر اور تھیوسانگ کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا۔ ناگ عیار یوراگی کی شکل پہچانتا تھا۔ وہ جہاں کہیں بھی نظر آ گیا ناگ اسے وہیں پہچان کر دبوچ سکتا تھا۔ ناگ نے اسی وقت عقاب کی شکل بدلی اور روم شہر میں گشت لگانے کے لئے نکل گیا۔ یہ بات تو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھی کہ عیار یوراگی نے اس وقت سائرینے کے گورنر ٹولمی کی شکل اختیار کر رکھی ہے اور اس نے اپنے بازو پر جو ناگ کے بالوں کی راکھ کا تعویذ باندھ رکھا ہے وہ گیلا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے سانپ اس کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بڑی ایک ستم ظریفی تھی کہ — ناگ عنبر یا تھیوسانگ اور کیٹی ایک دوسرے کی خوشبو فوراً محسوس کر سکتے تھے مگر وہ اپنے جسم، اپنے سر کے بالوں یا اپنے کپڑوں کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتے تھے۔

عیار یوراگی اس وقت گورنر سائرینے ٹولمی کی شکل میں شہنشاہ روم کے خاص محل میں دعوت میں بیٹھا اس سے سائرینے کے صوبے کی صورتِ حال کے بارے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات چیت کر رہا تھا۔ روم کا بادشاہ سابرینے کے گورنر ٹولی کو بہت پسند کرتا تھا اور اسے اپنا خاص آدمی سمجھتا تھا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ یہ اصلی گورنر ٹولی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نقلی روپ ہے۔ مگر ہو بہو اسی جیسا ہے۔ یوراگی ٹولی کا سپہ سالار بھی اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ کنیزیں اور غلام طرح طرح کے کھانوں کے تھال لا لاکر دسترخوان پر لگا رہے تھے۔ دوسرے درباری اور امراء بھی دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ شام کو عیار یوراگی نے اپنے سپہ سالار کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ اس نے روم کی فوجوں کے سپہ سالار خاص سے کیا بات کی؟

سپہ سالار نے بتایا:

"جناب گورنر ٹولی! روم کی فوجوں کا سپہ سالار ہمارے ساتھ ہے۔ اس نے یقین دلایا ہے کہ جونہی روم کے بادشاہ کی موت کی خبر محل میں پھیل جائے گی وہ فوراً اپنی فوج کے ساتھ محل کو گھیرے میں لے لے گا۔ اس وقت آپ تخت پر قبضہ کر کے اپنے شاہ روم ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں۔"

عیار یوراگی جو کہ گورنر سابرینے ٹولی کی شکل میں تھا

سپہ سالار سے پوچھا:

"روم کے سینٹ کے ممبروں کی کیا پوزیشن ہے؟"

سپہ سالار نے کہا:

"وہ لوگ رشوت کے عاشق ہیں اور میں نے ان میں سے اکثریت کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔"

عیار یوراگی بہت خوش ہوا۔ اس کی امیدوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ اب صرف روم کے بادشاہ کو زہر دینا ہی باقی تھا جو اتنا مشکل کام نہیں تھا کیونکہ اگرچہ روم کا بادشاہ بڑا مکار ظالم اور سنگدل تھا مگر اسے دوست دشمن کی تمیز نہیں تھی۔ وہ گورنر سابرینے کو اپنا دوست سمجھ رہا تھا جب کہ وہی اس کا سب سے بڑا دشمن تھا۔

عیار یوراگی نے سپہ سالار سے کہا:

"میں آج رات ہی بادشاہ روم اور اس کی ملکہ دونوں کو زہر دے دوں گا۔ تم صبح ہوتے ہی فوجوں کو محل کے چاروں طرف پھیلا دینا۔ میں اسی وقت اپنے شاہ روم ہونے کا اعلان کر دوں گا۔"

اس وقت عیار یوراگی کا غلام بیروکس اتفاق سے کمرے کے قریب سے گزر رہا تھا۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ اس کا آقا عیار یوراگی روم کے بادشاہ کو ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ بیروکس غلام کو روم کے بادشاہ سے کوئی ہمدردی نہیں تھی کیونکہ بادشاہ ایک ظالم شخص تھا اور روم کا ہر شخص اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب بیروکس غلام نے یہ سنا کہ اس کا آقا یوراگی ملکہ کو بھی زہر دے کر ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اسے تشویش ہوئی۔ کیونکہ روم کی ملکہ بڑی خدا ترس نیک اور غریبوں کی مدد کرنے والی عورت تھی۔ بیروکس غلام نے اسی وقت دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ اور خدا ترس نیک ملکہ کو ہر قیمت پر بچانے کی کوشش کرے گا۔ صرف بیروکس غلام ہی جانتا تھا کہ اس کے آقا نے ایک شخص ناگ کے بالوں کی راکھ پر طلسم کر کے سائرینے کے گورنر کا روپ دھارا ہوا ہے مگر بیروکس غلام کو یہ علم نہیں تھا کہ اس کے عیار آقا نے ناگ کے بالوں کی راکھ کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ اگر کسی طرح وہ اس راکھ کو اپنے قبضے میں کر لے تو عیار یوراگی کا طلسم ٹوٹ جائے گا اور وہ

گورنر سے پھر وہی عیار یوراگی کی شکل میں واپس آ جائے گا۔

بیروکس غلام کے پاس وقت نہیں تھا۔ کیوں کہ آج رات ہی عیار یوراگی بادشاہ اور ملکہ کو کسی نہ کسی مشروب میں ملا کر زہر دینے والا تھا۔ بیروکس غلام آگے نکل گیا۔ جب شام ہوئی تو بیروکس نے ایک ڈرامہ کھیلا وہ بھاگا بھاگا گھبرایا ہوا سا اپنے آقا یوراگی کے پاس آیا اور بولا:

"میرے آقا غضب ہو گیا۔"

"کیا ہوا؟ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟" عیار یوراگی نے پوچھا۔

بیروکس غلام نے اداکاری کا پورا حق ادا کرتے ہوئے کہا:

"میرے آقا! میں نے شاہی کاہن اعظم اور ملکہ روم کو باتیں کرتے ہوئے سنا ہے۔ کاہن اعظم ملکہ روم سے کہہ رہا تھا کہ گورنر سائرینے نے اپنے جسم پر کوئی ایسا طلسم بنا رکھا ہے جو آپ کو اور شاہ روم کو سخت نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

بیروکس غلام کی یہ بات سن کر عیار یوراگی کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اس نے غلام کو ایک طرف لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں میرے آقا" غلام نے ادب سے کہا۔

ہیروکس غلام اپنے آقا سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا آقا عیار یوراگی اکثر طلسم اور جادو ٹونہ کرتا رہتا ہے اور اس نے کئی بار اپنے جسم پر سیسیر کے رنگ میں انگلی ڈبو کر طلسم کی لکیریں بھی بنائی تھیں اور ایک دو بار تعویذ بھی باندھے تھے۔ اس نے یہ سوچا کہ اگر اس کے آقا نے اپنے جسم پر کوئی طلسم بنایا ہوا ہو گا تو وہ اسے مٹا ڈالے گا۔

عیار یوراگی نے کہا:

"کاہن اعظم کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں نے اپنے بازو پر ۔۔۔"

یوراگی ایک دم سے چپ ہو گیا۔ وہ گھبراہٹ میں اپنے غلام کو تعویذ کا آدھا راز بتا گیا تھا۔ اس نے جلدی سے بات بدلتے ہوئے کہا:

"کاہن اعظم کو کیسے علم ہو گیا کہ میں نے اپنے جسم

پر طلسمی لکیریں بنائی ہوئی ہیں؟"

غلام سمجھ گیا کہ اس بار اس کے آقا نے اپنے بازو پر وہ تعویذ باندھا رکھا ہے جس میں ناگ کے بالوں کی راکھ ہے۔

غلام ہیروکس نے کہا:

"میرے آقا آپ کو شاید معلوم نہیں کہ شاہی کاہن کو تھوڑا بہت جادو ٹونہ بھی آتا ہے اور وہ طلسمی راز معلوم کر لیتا ہے۔ شاید اسی طلسم کی مدد سے اس نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے اپنے جسم پر ایسی طلسمی لکیریں بنا رکھی ہیں جو ملکہ اور شاہ روم کے لئے خطرناک ہیں۔"

عیار یوراگی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ رک کر پوچھنے لگا:

"کیا شاہی کاہن نے ملکہ کو یہ تو نہیں بتایا کہ میں اسے اور بادشاہ کو زہر دے کر ہلاک کرنا چاہتا ہوں؟"

ہیروکس غلام نے اپنے منصوبے کے مطابق فوراً جواب دیا:

"جی نہیں میرے آقا۔ شاہی کاہن نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ہمارے منصوبے کا علم نہیں ہو سکا۔"

عیار یوراگی خوش ہو کر بولا:

"پھر کوئی بات نہیں۔ اس سے پہلے کہ بادشاہ کا ہاتھ مجھ پر اُٹھے میں انہیں موت کی نیند سلا چکا ہوں گا۔"

بیروکس غلام بولا:

"لیکن میرے آقا ملکہ نے ایک اور بات کہی تھی۔"

"وہ کیا؟" عیار یوراگی نے پوچھا۔ غلام بولا:

"میرے آقا ملکہ نے شاہی کاہن سے کہا تھا کہ ہم ابھی آپ کو گورنر سارٹینے کے جسم کی تلاشی کا شاہی حکم دیتے ہیں۔ آپ ہمارے حکم سے گورنر سارٹینے کے پاس جائیں اور انہیں کہیں کہ ملکہ اور بادشاہ نے آپ کے جسم کے معائنے کا حکم صادر کیا ہے۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سارٹینے میں جلد کی کوئی خطرناک بیماری پھیلی ہوئی ہے ہم یہ تسلی کرنا چاہتے ہیں کہ کہیں آپ اس بیماری کو ساتھ لے کر روم تو نہیں آ گئے۔"

عیار یوراگی پریشان ہو گیا۔ ایک بار تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ملکہ اگرچہ سیاست میں دخل نہیں دیتی اور بڑی نیک دل ہے مگر شاہ روم اس کی بات کو کبھی رد نہیں کرتا اور اس کی ہر بات مانتا ہے۔

یوراگی اس وقت روم کے شاہی محل میں تھا اور جسم کی تلاشی یا معائنہ کروانے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ عجب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ وہ گھبرایا ہوا سا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اب بیروکس نے کہا:

"میرے آقا! میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کریں۔ میں آپ کے لیے جان قربان کرنے پر بھی تیار ہوں۔"

عیار یوراگی اچھی طرح سے جانتا تھا کہ جونہی اس نے ناگ کی راکھ والا تعویذ اپنے بازو سے اتارا وہ اپنی اصلی شکل میں واپس آ جائے گا۔ یعنی گورنر سارٹینے ٹولی کی بجائے پھر سے یوراگی بن جائے گا۔ وہ جب کبھی نہانے کے وقت یہ تعویذ غسل خانے میں اتار کر اپنے سامنے رکھ دیتا تھا کہ اس پر پانی نہ گرے تو وہ یوراگی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس وقت اسے یہ اطمینان ہوتا تھا کہ وہ غسل خانے میں بند ہے اور اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ اب وہ تعویذ سب کے سامنے اتار کر اپنی موت کو کیسے آواز دے سکتا تھا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ کچھ وقت کے لیے وہ تعویذ کو اتار کر محل کے عام سپاہی کی شکل اختیار کرے تاکہ کاہن اعظم کی تلاشی سے بچ جائے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے غلام ہیروکس سے کہا:

"سنو! میں تھوڑی دیر کے لیے شاہی محل کے کسی عام سپاہی کی شکل اختیار کر رہا ہوں۔ میں شاہی محل کے سپاہی کی شکل اختیار کرتے ہی محل کے باغ میں پہرے پر جا کھڑا ہوں گا۔ تم اسی جگہ رہنا۔ جب کاہن اعظم میرے جسم کا معائنہ کرنے سپاہیوں کے ساتھ یہاں آئے تو انہیں کہہ دینا کہ مجھے ایک ضروری کام سے قلعے میں سپہ سالار کے پاس جانا پڑ گیا ہے۔ جب کاہن اعظم سپاہیوں کے ساتھ شاہی محل سے نکل کر قلعے کی طرف روانہ ہو گا تو میں باغ میں اسے دیکھ لوں گا۔ پھر میں اوپر آ کر ملکہ کا کام تمام کر دوں گا۔"

اب عیار یوراگی نے ہیروکس غلام کے سامنے ہی اپنے بازو پر سے ناگ کا تعویذ اتار لیا۔ تعویذ کے اترتے ہی یوراگی نے اپنی اصلی شکل اختیار کر لی۔ غلام ہیروکس کے سامنے اب سائرینے کا گورنر شاہی لباس میں نہیں تھا بلکہ اس کا آقا اپنے پرانے لباس اور لمبی ڈاڑھی ——— کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے تعویذ کو سامنے رکھا اور آنکھیں

بند کر لیں اور کہا:

"سامری! سامری! سامری! مجھے شاہی محل کے ایک عام سپاہی کی شکل دے دے۔"

فوراً ہی عیار یوراگی نے محل کے ایک سپاہی کی شکل اختیار کر لی۔ وہ وردی میں تھا اور کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔ یوراگی نے غلام ہیروکس سے کہا:

"میں یوراگی تمہارا آقا ہی ہوں۔ تم اس جگہ موجود رہنا شاہی کاہن آئے تو اسے وہی کہنا جو میں نے تمہیں کہا ہے۔"

"بہتر میرے آقا۔" غلام ہیروکس نے کہا۔

وہ اپنے آقا عیار یوراگی کو سپاہی کی شکل میں اپنے بازو پر ناگ والا تعویذ باندھتے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ غلام ہیروکس نے اسی وقت ایک سکیم اپنے ذہن میں تیار کر لی اور اس پر فوراً ہی عمل کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ غلام ہیروکس نہیں چاہتا تھا کہ اس کا سنگ دل ظالم آقا ایک نیک دل اور غریبوں کی مدد کرنے والی ملکہ کو موت کے گھاٹ اتار دے۔

عیار یوراگی نے ناگ کے بالوں والا تعویذ دوبارہ اپنے بازو پر باندھ لیا تھا۔ جونہی عیار یوراگی شاہی محل کے ایک عام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی کی حیثیت سے محل کے پچھواڑے والے باغ کی طرف گیا تو غلام ہیروکس بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس نے تھوڑا سا فیصلہ بیچ میں رکھ لیا تھا۔ عیار یوراگی شاہی محل میں ایک جگہ کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگا۔ غلام ہیروکس دوسری طرف سے اس کے عقب میں آ گیا اور آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ غلام ہیروکس اپنے آقا کی تمام درندگیوں اور ظلم و ستم سے واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عیار یوراگی نے کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور اب بےگناہ خدا ترس ملکہ کو قتل کرنے والا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر کے خدا ترس ملکہ کی زندگی بچا لینا چاہتا تھا۔ غلام ہیروکس نے خنجر نکال کر اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

عیار یوراگی اپنے خیال میں سامنے کی طرف منہ کیے کھڑا تھا کہ اچانک اسے ایک جھٹکا لگا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور وہ منہ کے بل آگے گر پڑا۔ غلام ہیروکس کا خنجر عیار یوراگی کی پشت میں جا چکا تھا۔

غلام ہیروکس نے جلدی سے عیار یوراگی کی لاش کھینچ کر جھاڑیوں میں چھپائی اور پھر اس کے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اتار کر اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا:

"سامری! سامری! سامری! مجھے روم کے شہر سے اٹھا کر ہمالیہ کے کسی پہاڑی شہر میں پہنچا دے۔ مجھے وہاں دولت مند آدمی بنا دے۔"

یہ کہہ کر غلام ہیروکس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے اپنے آپ کو کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک عالی شان مکان کے برآمدے میں پایا۔ ہیروکس گرم لباس پہنے ایک گدے دار صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے انگیٹھی میں آگ جل رہی تھی۔ غلام اور کنیزیں خدمت کے لیے ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ غلام ہیروکس سمجھ گیا کہ وہ ایک دولت مند جاگیردار کی حیثیت سے اس مکان کا مالک بن چکا ہے۔ اس نے اٹھ کر باہر دیکھا۔ چاروں طرف کوہ ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ہیروکس کی شکل ویسی ہی رہی تھی۔ قریب ہی چھوٹا سا گاؤں تھا۔ گاؤں کے اوپر پہاڑی کی ڈھلان پر ایک مندر بنا ہوا تھا۔

غلام ہیروکس کو غلام اور کنیزیں آقا ہیروکس کہہ کر پکارتی تھیں۔ ہیروکس نے مکان کے کمروں میں جا کر دیکھا۔ سارے کمرے قیمتی سامان سے بھرے ہوئے تھے۔ شاندار فرنیچر جگہ جگہ رکھا تھا۔ فرش پر ریشمی قالین بچھے تھے۔ ہر کمرے میں کوہ ہمالیہ کی سردی سے بچنے کے لیے آتشدان گرم تھا۔ ہیروکس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے بازو پر سے قمیض ہٹا کر دیکھا۔ ناگ کے بالوں کی راکھ والا تعویذ اس کے بازو پر بندھا ہوا تھا۔ بیروگس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ روم شہر کی مصیبتوں سے نکل کر ہمالیہ پہاڑ کے پر سکون دامن میں ایک دولت مند جاگیردار کی حیثیت سے اب اطمینان کی زندگی بسر کرے گا۔

دوسری طرف ناگ روم شہر کے باہر عیار یوراگی کے مکان ہی میں تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب کس طرف جائے۔ اسی روز روم شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ سارڈینیے کا گورنر جو روم میں آیا تھا بادشاہ کے محل سے غائب ہو گیا ہے اور اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ ناگ کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ اس نے سوچا کہ آخری بار کسی سانپ کو بلا کر اس سے اپنے بالوں کی خوشبو کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ اس نے اسی زرد سانپ کو بلایا اور اس سے پوچھا:

"کیا اس وقت بھی تمہیں میرے بالوں کی خوشبو کسی دوسری سمت سے نہیں آ رہی؟"

زرد سانپ نے چاروں طرف منہ گھمایا، پھر شمال کی طرف ایک لمبا سانس لے کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! یقین نہیں آتا مگر مجھے آپ کے

بالوں کی خوشبو شمال کی طرف سے آ رہی ہے اور اس خوشبو میں کوہ ہمالیہ کے جنگلوں میں اگنے والے جنگلی پھولوں کی خوشبو بھی شامل ہے۔"

ناگ نے تعجب سے کہا:

"تو کیا میرے بالوں کی راکھ والا تعویذ اس وقت کوہ ہمالیہ کی طرف چلا گیا ہے؟"

زرد سانپ بولا:

"ایسا ہی لگتا ہے عظیم ناگ دیوتا!"

ناگ نے پوچھا کہ کیا اسے مغالطہ تو نہیں لگ رہا؟ جس کے جواب میں زرد سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے کہنا تو نہیں چاہیے مگر کہے بغیر رہا بھی نہیں جاتا۔ آپ سانپ کا روپ اختیار کر کے اپنے بالوں کی خوشبو فضا میں سونگھ سکتے ہیں۔ آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے؟"

ناگ چونک پڑا۔ اس بات کا اسے پہلے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اس نے فوراً ایک بڑے کوبرا سانپ کا روپ اختیار کیا اور شمال کی طرف منہ کر کے منہ سے تین چار بار زبان نکالی۔ کیونکہ سانپ زبان سے ہی بو اور خوشبو محسوس کرتا ہے۔ ناگ کو واقعی شمال کی جانب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اپنے بالوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ خوشبو اس کے بالوں کی راکھ کی خوشبو تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عیار یوراگی نے ناگ کے بالوں کو جلا کر اس کی راکھ کا تعویذ بنا کر اپنے بازو یا گلے میں باندھ رکھا ہو گا۔

ناگ واپس انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے زرد سانپ سے کہا:

"تمہارا خیال درست ہے زرد سانپ۔ مجھے اپنے بالوں کی خوشبو کوہ ہمالیہ کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی ہے۔ تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

زرد سانپ واپس چلا گیا۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدل اور فضا میں پرواز کرنے لگا۔ اس کا رخ شمال مشرق کی طرف تھا جہاں آگے کوہ ہمالیہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ناگ ایک دن اور ایک رات اڑتا رہا۔ دوسرے دن اسے کوہ ہمالیہ کا سلسلہ نظر آ گیا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمی تھی۔ کئی وادیوں پر سے گزرنے کے بعد ناگ ایک وادی میں اتر آیا۔ درختوں کے بیچ میں آتے ہی اس نے سانپ کی شکل اختیار کی اور فضا میں اپنے بالوں کی خوشبو لینے کی کوشش کی۔ ناگ یہ دیکھ

کر حیران رہ گیا کہ اسے پہاڑوں کے پار سے اپنے بالوں کی راکھ کی بڑی مدھم خوشبو آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تعویذ کے اندر بندھی ہوئی ناگ کے بالوں کی راکھ اب تھوڑی تھوڑی سوکھ گئی تھی۔

ناگ نے پہاڑوں کے اوپر پرواز شروع کر دی۔

ناگ کو ہمالیہ کے پہاڑوں میں چھوڑ کر ہم تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ ماریا کے پنجرے کو لے کر رومن کاہن ابھی تک تبت کی طرف جاتے ہوئے پہاڑی جنگلوں میں سفر کر رہا تھا۔ وہ الو کا پنجرہ جس میں ماریا قید تھی تبت کے لاما کے پاس فروخت کرنا چاہتا تھا۔ دوسری جانب کیٹی کو لے کر ارشمید کاہن کا تجارتی جہاز جنوبی افریقہ کی بندرگاہ ڈربن پہنچ گیا تھا۔ کبڑا حبشی ملازم ارشمید کے ساتھ ہی تھا۔ ارشمید نے کاہنوں ایسی لمبی سیاہ عباء پہن رکھی تھی۔ اس کے تھیلے میں گینڈے کا وہ سینگ موجود تھا۔ جس کے اندر ارشمید نے طلسم کے ذریعے سرخ و سفید اغوا کی ہوئی بے ہوش رومن لڑکی کو دھواں بنا کر بند کر رکھا تھا۔ وہ صراحی بھی ارشمید کے تھیلے میں رکھی تھی جس میں کیٹی دھند کی ایک لہر کی شکل میں چھپی ہوئی تھی اور وہ کوشش کے باوجود باہر نہیں نکل سکی تھی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر کی تمام آوازیں برابر سن رہی تھی۔ ارشمید کی منزل جنوبی افریقہ کے دور اندر گھنے جنگلوں میں وہ دلدلی علاقہ تھا جہاں ایک پراسرار مندر تھا۔ ارشمید بینگ میں بند کی ہوئی اغوا شدہ لڑکی کو لے کر اسی مندر میں دیوتا کے آگے بھینٹ چڑھانے لیے جا رہا تھا۔ بندر گاہ کی حدود سے نکل کر ارشمید نے دو خچر اور کچھ کھانے پینے اور سفر کا سامان خرید کر باندھا۔ ایک خچر پر اس کا کبڑا نوکر بیٹھ گیا اور دوسرے خچر پر خود ارشمید بیٹھ گیا اور انہوں نے افریقہ کے جنگلوں میں اپنا سفر شروع کر دیا۔

ھقیوسانگ اور عنبر کا جہاز تین دن کے بعد جنوبی افریقہ کی بندر گاہ کے کنارے پر آ کر لگا۔ زمین پر اترتے ہی ھقیوسانگ اور عنبر نے فضا میں کیٹی یا ماریا یا ناگ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر ان تینوں میں سے کسی کی خوشبو نہ آئی۔

عنبر نے کہا:

"کہیں ہمیں غلط اطلاع تو نہیں دی گئی۔ ہو سکتا ہے جو پہلا جہاز یہاں آیا تھا کیٹی اس میں نہ ہو۔"

ھقیوسانگ نے کہا:

"اطلاع غلط نہیں ہو سکتی عنبر بھیا۔ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ پہلے جہاز میں سے جو مسافر اترا ہے وہ کدھر گیا ہے۔ کیونکہ پہلا جہاز تجارتی تھا اور اس میں دو ایک مسافر ہی سوار ہو سکتے ہیں۔"

عنبر اور ھقیوسانگ بندر گاہ کے باہر آ گئے۔ انہوں نے ایک آدمی سے جو بندر گاہ کے دروازے پر بیٹھا تربوز بیچ رہا تھا پوچھا کہ پہلے تجارتی جہاز میں سے کتنے مسافر اترے تھے۔ اس نے کہا:

"دو مسافر اترے تھے۔ ایک ان میں بوڑھا کبڑا حبشی تھا۔ دوسرا اونچا لمبا گھنگھریالے بالوں والا حبشی تھا۔ دونوں نے یہاں سے دو خچر خریدے تھے اور پھر جنگل کی طرف چل دیئے تھے۔"

عنبر نے ھقیوسانگ کی طرف دیکھا۔ ھقیوسانگ بولا:

"میں نے کہا تھا ناں کہ کیٹی انہی پراسرار مسافروں کے قبضے میں ہو گی۔ چلو جنگل میں اس اونچے لمبے گھنگھریالے بالوں والے حبشی کا تعاقب کرتے ہیں۔"

عنبر اور ھقیوسانگ نے بھی دو خچر خرید لیے اور جنگل میں ارشمید کے تعاقب میں روانہ ہو گئے جس وقت عنبر اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ جنگل میں داخل ہوئے اس وقت ارشمید اپنے کبڑے ملازم کے ساتھ جنگل کے دلدلی علاقے والے مندر میں پہنچ چکے تھے۔ یہ علاقہ بے حد گنجان تھا اور ایسے گھنے درخت تھے کہ ان میں سے دن کی روشنی بھی بڑی مشکل سے نیچے اترتی تھی۔ یہاں جگہ جگہ خطرناک دلدلیں چھپی ہوئی تھیں۔ ارشمید اس علاقے سے واقف تھا اس لیے وہ ان دلدلوں سے بچتا ہوا مہاگنی اور سال کے گنجان درختوں کے درمیان ایک سیاہ پتھروں والے چبوترے پر بنے ہوئے سنسان مندر میں پہنچ گیا۔

اس مندر میں صرف دو کوٹھڑیاں تھیں۔ ایک کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ دوسری کوٹھڑی میں دیوار کے ساتھ ایک مورتی کھڑی تھی۔ مورتی کی شکل بڑی ڈراؤنی تھی اور اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ ارشمید نے گینڈے کا سینگ مورتی کے سامنے لا کر رکھ دیا اور بلند آواز میں منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ منتر پڑھتے پڑھتے اس نے سینگ کا کارک کھول دیا۔ سینگ کے اندر سے اغوا کی ہوئی لڑکی دھوئیں کی شکل میں باہر نکلنا شروع ہو گئی۔ یہ دھواں لڑکی کی شکل اختیار کر گیا اور اب وہی لڑکی بے ہوشی کی حالت میں ڈراؤنی شکل والی مورتی کے سامنے فرش پر پڑی تھی۔

ارشمید پیچھے ہٹ گیا۔ کبڑا ملازم مندر کے باہر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ارشمید نے وہ صراحی بھی تھیلے سے نکالی اور کبڑے ملازم کو آواز دے کر کہا:

"صراحی میں مقدس تالاب میں سے پانی بھر کر لاؤ۔"

کبڑے ملازم نے صراحی پکڑی اور مندر کی سیڑھیاں اتر کر مہاگنی کے درختوں کی طرف چل دیا جہاں ایک چھوٹا سا پرانا تالاب تھا۔ تالاب میں خشک پتے تیر رہے تھے۔ کبڑے حبشی نے صراحی کا منہ کھولا اور اسے تالاب کے پانی میں ڈالا ہی تھا کہ کیٹی ابھر کر صراحی سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی کیٹی کو محسوس ہوا کہ اس پر اب طلسم کا اثر نہیں ہے اور وہ آزاد ہے۔ اس نے اپنے جسم کو دیکھا اس کا جسم ابھی تک غائب ہی تھا۔ کیٹی کبڑے ملازم کے بالکل سامنے آ گئی۔ وہ یہ تجربہ کرنا چاہتی تھی کہ کبڑا ملازم اسے دیکھ بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ کبڑا ملازم اسے بالکل نہیں دیکھ رہا تھا۔ کیٹی کی تسلی ہو گئی۔ تالاب کے پانی کی وجہ سے اسے صراحی میں سے آزادی نصیب ہو گئی تھی۔

کیٹی کبڑے ملازم کے ساتھ ساتھ چلتی مندر کے باہر آ کر چپ چاپ کھڑی ہو گئی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ مندر کے اندر کون کون ہے اور یہ کبڑا کس کے لیے صراحی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پانی بھر کر لیے جا رہا ہے۔ کبڑا ملازم مندر میں داخل ہو گیا۔ جب دو تین منٹ گذر گئے اور مندر میں سے کوئی باہر نہ نکلا تو کیٹی تیزی سے مندر کے اندر داخل ہو گئی۔ جب اس نے فرش پر اسی اغوا شدہ سرخ و سفید لڑکی کو بے ہوش پڑے دیکھا تو وہ حیران رہ گئی۔ ارشمید اس کے قریب ہی بیٹھا اس کی گردن پر کسی تیل کی مالش کر رہا تھا۔ کبڑا ملازم اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ ارشمید نے تیل کی مالش ختم کی تو کبڑے ملازم سے کہا:

"خنجر لاؤ۔ میں دیوتا کی امانت اس لڑکی کی گردن کاٹ کر دیوتا کے قدموں میں بھینٹ کرنا چاہتا ہوں۔"

کیٹی ایک دم سے چونک اٹھی۔ وہ پوری طرح سے چوکس ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ ارشمید نوجوان لڑکی کی گردن پر خنجر چلاتا کیٹی نے آگے لپک کر اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا۔ اپنے ہاتھ سے خنجر غائب ہوتے دیکھ کر ارشمید کے جیسے ہوش اڑ گئے۔ اس نے پلٹ کر اوپر نیچے دیکھا۔ کبڑا حبشی بھی حیران پریشان کھڑا تھا۔ ارشمید سمجھ گیا کہ کوئی بدروح وہاں آ گئی ہے۔ اس نے بلند آواز میں مورتی کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا:

"دیوتا! دیوتا! کوئی بدروح تیری امانت کو تجھ سے

چھین رہی ہے۔ اس کو اس گستاخی کا مزا چکھا۔"

کیٹی بتوں اور مورتیوں کی سخت دشمن تھی۔ اس نے پوری طاقت سے مورتی کو اٹھا کر زور سے فرش پر دے مارا۔ مورتی پاش پاش ہو گئی۔ مورتی کے ٹکڑے اڑتے دیکھ کر ارشمید اور کبڑا حبشی چیخیں مارتے وہاں سے باہر کی طرف بھاگے۔ کیٹی ان کے پیچھے پیچھے آ گئی۔ یہ لوگ ایک بے گناہ عورت کی گردن کاٹنے والے تھے۔ یہ خونی تھے۔ ان کو اس ظلم کی سزا ملنی چاہیے تھی۔ کیٹی نے اچھل کر دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ کیٹی کے ہاتھ میں آتے ہی دونوں غائب ہو گئے۔ کیٹی انہیں اڑاتی ہوئی ایک دلدلی تالاب کے اوپر لے آئی۔ نیچے دلدل میں سے بلبلے پھوٹ رہے تھے۔ کیٹی نے دونوں کو دلدل میں گرا دیا۔ دلدل نے دونوں کو نگلنا شروع کر دیا۔ ارشمید بوکھلا کر دیوتا کو پکارنے لگا پھر اس نے اونچی آواز میں طلسمی منتر پڑھنا شروع کر دیے مگر کسی نے اس کی کوئی مدد نہ کی اور دیکھتے دیکھتے دونوں ظالم انسان دلدل کے پیٹ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گم ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن آگئی

کیٹی تیزی سے مندر میں واپس آگئی۔

مندر کی کوٹھڑی کے فرش پر سرخ و سفید لڑکی اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ کیٹی نے صراحی میں سے پانی نکال کر اس کے منہ پر چھینٹے مارے۔ مگر لڑکی کو ہوش نہ آیا۔ کیٹی نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کچھ وقت گذر جانے کے بعد اسے ہوش آ جائے۔ اس خیال سے کیٹی نے لڑکی کو اٹھایا اور دوسری کوٹھڑی میں لے جا کر جو خالی پڑی تھی فرش پر لٹا دیا۔ کیٹی نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا اور خود مندر کے باہر چبوترے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اسے بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی اور اندھیرا پھیلنے لگا۔ کچھ دیر بعد رات پڑ گئی۔ جنگل میں گہرا اندھیرا چھا گیا۔ کیٹی نے کوٹھڑی میں جا کر دیکھا۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ کیٹی کو باہر ایک آدمی کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے باہر آ گئی۔ اس کو ایک جنگلی آدمی نظر آیا جو دوسری کوٹھڑی کے باہر

اس طرح زمین پر لیٹا چیخ رہا تھا کہ ایک بڑے سبز سانپ نے اس کے جسم کے گرد اپنے آپ کو پوری طرح سے لپیٹ رکھا تھا۔ جنگلی آدمی کے حلق سے بڑی المناک چیخیں نکل رہی تھیں۔

کیٹی نے سانپ کی زبان میں آواز دی:۔

"اس کو چھوڑ دو۔"

سانپ جو جنگلی کے جسم کو بل دے رہا تھا وہیں رک گیا۔ وہ اس بات پر بے حد حیران ہوا کہ اس کی زبان میں وہاں اسے کس نے آواز دی ہے۔ سانپ نے اپنی زبان میں پوچھا:

"تم کون ہو؟ تمہیں ہماری زبان کیسے آ گئی؟"

کیٹی نے کہا:

"میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ یہ زبان مجھے عظیم ناگ دیوتا نے ہی سکھائی تھی۔"

سانپ نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور ادب سے بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میرا سلام قبول کرو۔"

کیٹی نے پوچھا:

"تم نے اس جنگلی کو کیوں جکڑ رکھا ہے؟"

جنگلی ابھی تک سانپ کے شکنجے میں چیخ رہا تھا۔ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ تو کیٹی کی آواز آ رہی تھی نہ سانپ کی۔ کیوں کہ وہ
دونوں سانپوں کی زبان میں باتیں کر رہے تھے جو ہلکی ہلکی
سیٹیوں ایسی تھی۔

سانپ نے کہا:

"یہ جنگلی مندر کے اندر کسی عورت کو اغوا کرنے
گیا تھا۔ اس کا ایک ساتھی پیچھے کھڑا پہرہ دے
رہا ہے۔ میں نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور
معصوم عورت کو ان کے ظلم سے بچانا چاہتا تھا۔
کیونکہ یہ جنگلی لوگ آدم خور ہیں اور عورتوں کو پکڑ
کر بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"اس کو کافی سزا مل چکی ہے اور اب میں بیہوش
عورت کی حفاظت کے لیے موجود ہوں۔ اسے
چھوڑ دو۔"

سانپ بولا: "آپ جیسے کہتی ہیں میں ویسے ہی
کروں گا لیکن عظیم ناگ دیوتا کی بہن۔ یہ آج
نہیں تو کل اس عورت کو اٹھا کر ضرور لے
جائیں گے۔"

یہ کہہ کر سانپ نے جنگلی کو چھوڑ دیا۔ سانپ کے

شکنجے سے نکلتے ہی جنگلی بڑی تیزی سے جنگل کی طرف
بھاگا اور درختوں کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔

کیٹی نے سانپ سے کہا:

"میرے ساتھ کوٹھڑی میں آؤ۔ عورت بڑے دنوں
سے بے ہوش ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ
میں اسے کیسے ہوش میں لاؤں۔"

سانپ کیٹی کے ساتھ دوسری کوٹھڑی میں آ گیا۔ سانپ
کو کیٹی کا دھندلا سایہ ساہی نظر آ رہا تھا۔ اس نے بے ہوش
لڑکی کو دیکھا اور پھر اس کے جسم کو سونگھ کر کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی! اس لڑکی کو ایک
ایسی جنگلی بوٹی پلا دی گئی ہے جس کا اثر اس
پر ہو سکتا ہے ایک سال تک رہے۔"

کیٹی نے حیرانی سے کہا:

"تو کیا یہ ایک سال تک بے ہوش رہے گی؟
کیا تم کوئی ایسا طریقہ نہیں جانتے جس سے یہ لڑکی
ہوش میں آ جائے۔"

سانپ کہنے لگا:

"اسے لے کر جنگل میں میرے غار میں چلیں
وہاں میری ناگن بھی میرے ساتھ رہتی ہے۔ ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتا ہے اس کو کوئی طریقہ معلوم ہو۔"

کیٹی نے کہا:

"میں اسے اٹھاتی ہوں۔ تم آگے چلو۔"

کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ بے ہوش لڑکی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا جو اس کے کاندھے پر آتی ہی غائب ہو گئی۔ سانپ جنگل میں آگے آگے رینگنے لگا۔ جھاڑیوں اور دلدلی گڑھوں سے بچتا سانپ جنگل میں ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں چھوٹی پہاڑیوں کی ڈھلانیں بنی تھیں۔ ان ڈھلانوں میں ایک جگہ چھوٹا سا غار بنا ہوا تھا۔

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ کی بہن کیٹی! یہ میرا غار ہے۔"

کیٹی غار میں چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ غار جہاں ختم ہوتا تھا وہاں ایک کالی ناگن پھن اٹھائے بیٹھی تھی۔ اس نے سانپ کو دیکھتے ہی اپنی زبان میں کہا:

"تم جنگل میں کہاں چلے گئے تھے؟"

سانپ نے کہا:

"ناگن! میرے ساتھ عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی اور ایک بے ہوش عورت بھی ہے۔"

ناگن نے فوراً ادب سے سر جھکا دیا۔ کیٹی نے ناگن

سے اسی کی زبان میں مخاطب ہو کر کہا:

"ناگن! میں ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ یہ لڑکی کئی دنوں سے بے ہوش ہے۔ کیا تم اسے کسی طرح ہوش میں لا سکتی ہو؟"

سانپ نے بھی اپنی ناگن کو ساری بات تفصیل سے بتائی اور اس سے کسی جنگلی بوٹی کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ بوٹی اس بے ہوش لڑکی کو ہوش میں لا سکتی ہے؟

ناگن نے کہا:

"ہاں! وہ بوٹی اسے سنگھا کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسے ہوش آجائے۔"

سانپ اسی وقت جنگل میں گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ایک سیاہ رنگ کی بوٹی لے آیا جس کے ڈنٹھل پر نسواری رنگ کا پھول کھلا ہوا تھا۔

ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ کی بہن! اس بوٹی کے پھول کو بے ہوش لڑکی کی ناک کے قریب لے جاؤ۔"

کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ جونہی اس نے بوٹی کا پھول بے ہوش لڑکی کو سنگھایا اس نے ایک چھینک ماری اور آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی جب اسے غار کے اندھیرے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو سانپ پھن اٹھائے اپنے قریب نظر آئے تو وہ چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

کیمٹی نے ناگن سے کہا:

"تم لوگ یہاں سے کسی جگہ چھپ جاؤ۔ یہ تمہیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی ہے۔"

ناگن اور سانپ غار کے اندر ہی بنے ہوئے سوراخوں میں جا کر چھپ گئے۔ کیمٹی نے دوسری بار بے ہوش لڑکی کو بو سنگھائی تو اس نے ایک بار پھر چھینک مار کر آنکھیں کھول دیں اور خوف زدہ ہو کر ادھر گرد دیکھا۔ کیمٹی اس سے بات کر کے اسے ایک بار پھر ڈرانا نہیں چاہتی تھی مگر اس کے ساتھ گفتگو کرنا بہت ضروری تھا۔ لڑکی ابھی آنکھیں پھاڑے غار میں ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ کیمٹی نے کہا:

"میری آواز سن کر خوف مت کھاؤ بہن! میں کوئی چڑیل یا کوئی جن بھوت نہیں ہوں۔ میں تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے میں کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"

لڑکی نے غار میں غیبی آواز سنی تو سہم کر دیوار کے

ساتھ لگ گئی۔ کیمٹی نے اسے تسلی دینی شروع کر دی۔ کیمٹی نے کچھ اس طرح کی باتیں کیں کہ لڑکی کا خوف دور ہو گیا۔ اس نے کہا:

"یہاں تھوڑی دیر پہلے دو سانپ تھے وہ کہاں ہیں؟"

کیمٹی نے کہا:

"وہ ابھی غار میں ہی ہیں مگر وہ ہمارے دوست ہیں۔ ان سانپوں نے ہی تمہیں ہوش دلایا ہے۔ ان سے مت ڈرنا۔ وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

یہ کہہ کر کیمٹی نے سانپ کی زبان میں انہیں آواز دی ساتھ ہی اس نے لڑکی سے کہا:

"میں سانپ کی زبان جانتی ہوں۔ اس لیے ان سے ان ہی کی زبان میں بات کر سکتی ہوں۔ تم حیران مت ہونا۔"

کیمٹی کی آواز پر ناگن اور سانپ سوراخ میں سے نکل کر غار میں لڑکی کے سامنے آ گئے اور ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گئے۔

کیمٹی نے کہا:

"یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہیں کہاں سے اغوا کیا گیا تھا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے اسے رودم شہر کی سرائے کا سارا قصہ سنا دیا۔ لڑکی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا:

"میرا نام فریلیا ہے۔ میں شہر سامرتھ کی رہنے والی ہوں جو ملک ہندوستان کے شمال میں ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ میں اپنی جڑواں بہن کے ساتھ پیدا ہوئی جو پیدا ہونے کے بعد مر گئی تھی۔ میں بڑی ہوئی تو میرے ماں باپ مر گئے۔ میرے چچا نے مجھے پالا۔ میرا چچا شہر سامرتھ میں کپڑے کی تجارت کرتا ہے۔ ایک روز میں کسی کام سے شہر سے باہر نکلی تو تین آدمیوں نے مجھے کچھ سنگھا کر بے ہوش کر دیا۔ ہوش آیا تو اب میں تم لوگوں کے سامنے بیٹھی ہوں۔ تم مجھے بتاؤ کہ میں کہاں ہوں؟"

اب کیٹی نے اسے ساری بات بتائی کہ اسے اس جنگل کے مندر میں دیوتا کی مورتی کے آگے قربان کیا جا رہا تھا کہ اس نے بچا لیا۔

فریلیا نے کہا:

"بھگوان کے لیے مجھے میرے گھر پہنچا دو۔"

کیٹی نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ میں تمہیں ملک ہندوستان لے چلوں گی وہاں سے تم اپنے شہر سامرتھ تک میری راہ نمائی کرنا۔ یہ شہر کتنا بڑا ہے؟"

فریلیا نے کہا:

"یہ چھوٹا سا پہاڑی شہر ہے۔ اس کی پہاڑی غاروں میں کچھ ایسی گپھائیں بھی ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں بدروحیں رہتی ہیں اسی لیے سامرتھ شہر کو بدروحوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ مگر وہاں کبھی کوئی آسیبی واقعہ نہیں ہوا۔ لوگ امن چین سے زندگی بسر کرتے ہیں۔"

ناگن نے اپنی زبان میں کیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ کی بہن کیٹی! میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ اس شہر میں نہ جاؤ۔ وہاں تمہیں کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔"

کیٹی نے جواب دیا:

"میں نے ان سے بھی زیادہ ڈراؤنے اور آسیبی شہر دیکھے ہیں۔ تم تسلی رکھو۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا اور پھر یہ لڑکی اکیلی اور بے یارو مددگار ہے اس کی مدد کرنا میرا اخلاقی اور انسانی فرض ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ کی بہن! تمہیں آنے والے خطرے سے خبردار کرنا میرا فرض تھا۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ آگے تمہاری مرضی۔"

فریطا نے کیٹی کو آواز دے کر پوچھا کہ وہ منہ سے سیٹی کی آواز نکال کر کیا سانپ سے باتیں کر رہی تھی؟

کیٹی نے کہا:

"ہاں — یہ ناگن کہہ رہی تھی کہ فریطا کو اس کے چچا کے پاس ضرور پہنچا دو۔ یہ بڑی مصیبت زدہ لڑکی ہے۔"

فریطا نے آہ بھر کر کہا:

"میری طرف سے ناگن بہن کا شکریہ ادا کرنا۔ جتنا اس نے میرا خیال کیا ہے اتنا تو آج کل کے انسان بھی نہیں کرتے۔"

کیٹی نے فریطا کی جانب سے ناگن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں آج کی رات اسی جنگل میں بسر کرنے کے بعد صبح صبح ملک ہندوستان کی طرف اپنا سفر شروع کر دینا ہو گا۔ رات انہوں نے سانپ اور ناگن کے غار میں بسر کی۔ صبح کا اجالا جنگل میں پھیلا تو فریطا بولی:

"کیٹی بہن! تم مجھے نظر نہیں آتی ہو۔ مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ تم میرے پاس ہی ہو اور میری بات سن رہی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"اس کا ایک ہی علاج ہے کہ میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد تمہیں بلاتی رہوں گی۔"

فریطا نے کیٹی سے یہ پوچھا کہ وہ سفر کس طرح کریں گے۔ کیونکہ ملک افریقہ سے ہندوستان تک کا سفر بڑا لمبا ہے۔ کیا وہ کسی جہاز پر سوار ہو کر ہندوستان کی کسی بندرگاہ تک جائیں گے؟

کیٹی نے کہا:

"یہی ہو سکتا ہے کہ ہم کسی سمندری جہاز میں سفر کریں۔"

فریطا کہنے لگی کہ ہمارے پاس جہاز کا کرایہ نہیں ہے اور پھر میرے پاس کپڑے بھی نہیں ہیں کہ جن کو پہن کر سفر کر سکوں۔ فریطا نے اسے تسلی دی کہ اس کا انتظام ہو جائے گا۔ کیٹی نے ناگن سے کہا کہ وہ کہیں سے کوئی ہیرا موتی لا کر اسے دے سکتی ہے؟ کیا وہاں کوئی خزانہ موجود ہے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن بولی: "عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میرے پاس ایک لعل ہے۔ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر سکتی ہوں۔"

ناگن اپنے بل میں گئی اور جب واپس آئی تو اس کے منہ میں ایک سرخ لعل تھا جس میں سے شعاعیں نکل رہی تھیں۔ کیٹی نے وہ لعل لے کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اسی روز کیٹی نے فریلا کو اپنے ساتھ لیا اور جنگل میں بندرگاہ دغانا کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ فریلا کی پوری حفاظت کر رہی تھی۔ ایک دن اور ایک رات کے سفر کے بعد وہ جنگل سے نکل کر دغانا شہر میں آ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"تم اس درخت کے پاس بیٹھو۔ میں ابھی لعل کے عوض کچھ رقم حاصل کر کے ___ آتی ہوں۔"

فریلا نے کہا کہ جلدی آ جانا۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ کیٹی اسے جلد واپس آنے کا کہہ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ بندرگاہ پر کچھ لوگ بیٹھے سکوں کو تبدیل کرنے کا کاروبار کر رہے تھے۔ کیٹی کو سونے کے ایک سو سکوں کی ضرورت تھی۔ وہ کسی آدمی کو لعل دے کر

سکے نہیں لے سکتی تھی۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ کسی میز پر سے سونے کے سو سکے اٹھا کر وہاں لعل رکھ دے۔ لعل بہت قیمتی تھا۔ مگر کیٹی نے ایک میز پر اسے رکھ دیا اور سو سکوں کی تھیلی اٹھا لی۔ اس وقت کاروباری آدمی کسی دوسرے آدمی سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کا دھیان دوسری طرف تھا۔

کیٹی سونے کے سکوں کی تھیلی لے کر واپس فریلا کے پاس آ گئی۔ اب وہ ایک کارواں سرائے میں آ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"فریلا! تم خود ہی سرائے کے مالک سے بات کر کے ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لو۔ میں نے سنا ہے کہ ہندوستان کو سمندری جہاز کل صبح روانہ ہو گا۔"

فریلا نے کارواں سرائے کے بوڑھے مالک کو سونے کا ایک سکہ دے کر ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لی اور وہ دونوں اس میں جا کر بیٹھ گئے۔

ادھر بھیوسانگ اور عنبر جنگل کے دوسرے خطے میں سے گزرتے ہوئے جب دلدلی علاقے میں پہنچے تو عنبر نے کہا:

"حیرانی کی بات ہے کہ ہمیں کیٹی کی خوشبو نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہی اس سے لگتا ہے کہ وہ ہم سے کافی فاصلے پر ہے"۔

آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ کیپٹی اس وقت تھیوسانگ اور عنبر سے ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر تھی اور اتنی دور سے انہیں ایک دوسرے کی خوشبو نہیں آ سکتی تھی۔ تھیوسانگ کو جنگل میں دور ایک جھونپڑی نظر آئی جو کیلے کے درختوں کے جھنڈ میں بنی ہوئی تھی۔ اس وقت دن ڈوب رہا تھا اور جنگل میں اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اگر یہ جھونپڑی خالی ہے تو میرا خیال ہے ہمیں کچھ دیر یہاں بیٹھ کر اگلا پروگرام تیار کرنا چاہیے کہ ہمیں جنگل میں کہاں تک کیپٹی کو تلاش کرنا ہوگا یہ جنگل تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا"۔

تھیوسانگ اور عنبر جب جھونپڑی کے قریب گئے تو دیکھا کہ جھونپڑی کا بانس کے سرکنڈوں والا دروازہ کھلا تھا۔ جھونپڑی کے اندر کوئی انسان نہیں تھا۔ جھونپڑی بالکل خالی تھی۔ تھیوسانگ کہنے لگا:

"معلوم ہوتا ہے یہاں کوئی رہتا تھا جو اب اسے

چھوڑ کر چلا گیا ہے"۔

عنبر جھونپڑی کے آگے بنے ہوئے مٹی کے چبوترے پر بیٹھ گیا۔ جھونپڑی کے قریب ہی ایک پہاڑی چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ انہوں نے اس چشمے پر منہ ہاتھ دھویا اور بیٹھ کر کیپٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ رات اس جھونپڑی میں گزاری جائے اور صبح واپس دغانا کی بندرگاہ کا رخ کریں تاکہ وہاں سے جنگل کی دوسری جانب جا کر کیپٹی کا کھوج لگانے کی کوشش کی جائے۔ دیکھتے دیکھتے جنگل میں رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا۔ خاموشی چھا گئی۔ شام کو درختوں پر جو پرندے بول رہے تھے وہ بھی چپ ہو کر سو گئے۔ تھیوسانگ اور عنبر کو سونے کی حاجت بالکل نہیں تھی۔ وہ پہلے تو جھونپڑی کے سامنے چبوترے پر بیٹھے رہے۔ پھر جھونپڑی سے تھوڑی دور کیلے کے درختوں میں آ گئے کہ وہاں سے تازہ کیلے اتار کر کھائے جائیں۔ تھیوسانگ کو افریقہ کے زرد کیلے بہت پسند تھے۔

ابھی انہوں نے درخت پر سے کیلے کا ایک ہی گچھا اتارا تھا کہ انہیں ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دو آدمی باتیں کرنے چلے آ رہے ہوں۔ تھیوسانگ نے اندھیرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں عنبر کی طرف دیکھا۔ یہ آوازیں عنبر نے بھی سن لی تھیں۔ دونوں چپ ہو گئے اور درخت کی اوٹ میں چلے گئے۔ ان کی آنکھیں جھونپڑی پر جم گئیں۔ کیونکہ آوازیں جھونپڑی کی طرف آ رہی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ اندھیرے میں درختوں کے پیچھے سے دو آدمی نکل کر جھونپڑی کی طرف آ رہے ہیں۔ نہ تو ان کے لباس افریقہ کے جنگلی آدمیوں ایسے تھے اور نہ ان کا رنگ افریقہ کے جنگلی لوگوں کی طرح کالا تھا۔ اندھیرے میں بھی ان کا زرد رنگ صاف نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے لمبے کرتے اور چمڑے کی جیکٹیں پہن رکھی تھیں۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں کلہاڑا تھا۔ دوسرے آدمی نے ایک بالٹی اٹھا رکھی تھی۔ وہ جھونپڑے کے باہر چبوترے کے پاس آ کر رک گئے۔ ٹھیوسانگ اور عنبر ان سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی تھے وہ ان کی باتیں آسانی سے سن سکتے تھے۔ ایک آدمی نے جھونپڑی کے اندر جھانک کر دیکھا اور بولا:

"جھونپڑی خالی ہے۔ بس یہ جگہ ٹھیک رہے گی
تم ایسا کرو کہ جا کر لڑکی کو لے آؤ۔"

دوسرا آدمی یہ سنتے ہی واپس درختوں کی طرف چلا گیا۔ ٹھیوسانگ اور عنبر خاموش کھڑے یہ سب کچھ دیکھ

رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد درختوں کی طرف گیا ہوا آدمی واپس آیا تو اس نے ایک آٹھ نو سال کی بچی کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ لڑکی کے ہاتھ پیر رسی سے بندھے تھے اور اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا کہ وہ آواز پیدا نہ کر سکے۔ لڑکی ہاتھ پاؤں اور سر اِدھر اُدھر مار رہی تھی۔ اس کے حلق سے دبی دبی آوازیں بھی نکل رہی تھیں۔ لڑکی بے ہوش نہیں تھی۔ جس آدمی نے کلہاڑا اٹھا رکھا تھا اس نے لڑکی کی گردن پر پاؤں رکھتے ہوئے غصے سے کہا:

"خبردار جو آواز نکالی۔ تمہیں اب کوئی نہیں بچا سکتا۔"

پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا:

"بالٹی ادھر لا کر رکھ دو۔ میں اس کا سر کاٹتا ہوں۔ تم اسے بالٹی میں ڈال کر اس لڑکی کے جھونپڑے کے باہر لے جا کر رکھ دینا۔ صبح اس کا باپ جب اپنی بیٹی کے سر کو بالٹی میں دیکھے گا تو اسے تب پتہ چلے گا کہ ہمارے ساتھ دشمنی مول لے کر اس نے کتنی حماقت کی تھی۔"

دوسرے آدمی نے بالٹی قریب کر دی۔

ٹھیوسانگ نے عنبر کے کان میں کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ بدمعاش تو معصوم بچی کی گردن...."

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"میں نے سن لیا ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جا کر لڑکی کو بچاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر درخت کی اوٹ سے نکل کر جھونپڑی کی طرف تیزی سے چلتا ہوا آیا تو دونوں آدمی اسے دیکھ کر پہلے تو دنگ رہ گئے کہ رات کے اندھیرے میں یہ شہری آدمی اس جنگل میں کہاں سے آگیا۔ پھر وہ دونوں کلہاڑا اور خنجر لے کر عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ یہ ان کی بہت بڑی حماقت تھی۔ ایک نے عنبر کے سر پر کلہاڑے کا بھرپور ہاتھ مارا۔ دوسرے نے عنبر کے پیٹ میں خنجر سے وار کر دیا۔ کلہاڑا عنبر کے سر پر لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ عنبر کے سر پر ذرا سی بھی چوٹ نہ لگی۔ اور خنجر پیٹ سے ٹکرا کر دوسرے آدمی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ بھونچکے سے ہو کر عنبر کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ عنبر کو کوئی جن بھوت سمجھنے لگے اور وہاں سے بھاگنے ہی لگے تھے کہ عنبر نے لپک کر ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر نیچے گرا دیا اور بولا:

"تھیوسانگ آ جاؤ۔ میں نے انہیں قابو کر لیا ہے۔"

قریب ہی زمین پر بیٹھی بے کس و مجبور لڑکی پھٹی پھٹی

آنکھوں سے اندھیرے میں عنبر کی طرف دیکھ رہی تھی جس نے اسے موت کے منہ سے نکال لیا تھا۔

تھیوسانگ نے آتے ہی پوچھا:

"یہ لڑکی کون ہے؟ اسے کہاں سے لاتے ہو؟"

دونوں آدمی زمین پر گرے تھے۔ انہیں عنبر کی بے پناہ طاقت کا احساس ہو گیا تھا۔ کیونکہ جب عنبر نے ان کو گردنوں سے دبوچ کر زمین پر گرایا تھا تو انہیں یوں زبردست جھٹکا لگا تھا جیسے انہیں کسی ہاتھی نے سونڈ مار کر گرا دیا ہو۔

ایک بولا: "یہ جنگل کے لکڑیوں کے ٹھیکیدار کی بیٹی ہے۔ ہماری اس سے دشمنی تھی۔ ہم اس سے انتقام لینا چاہتے تھے۔"

تھیوسانگ بولا: "اس معصوم بچی کی گردن کاٹنے کے خیال سے تمہیں خدا کا خوف محسوس نہیں ہوا؟ تم بیدرد انسان ہو۔"

عنبر نے کہا:

"تھیوسانگ! لڑکی کو کھول دو بے چاری سخت تکلیف میں ہے۔"

تھیوسانگ نے فوراً لڑکی کے ہاتھ پاؤں کھول کر منہ میں

ٹھنسا ہوا کپڑا نکال دیا۔ لڑکی اس کے ساتھ لپٹ کر خوف کے مارے رونے لگ پڑی۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔

ہتھیوسانگ نے اسے تسلی دی اور کہا:

"بیٹی! اب تمہیں یہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

عنبر کی توجہ ذرا لڑکی کی طرف ہوئی تو دونوں آدمی اٹھ کر جنگل کی طرف دوڑ پڑے۔

عنبر نے کہا:

"ہتھیوسانگ! یہ تمہارے شکار ہیں۔"

ہتھیوسانگ چھلانگ لگا کر ان کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اندھیرے جنگل میں ہتھیوسانگ انہیں اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ ایک جگہ ہتھیوسانگ نے دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ ہتھیوسانگ کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ ہتھیوسانگ نے اپنی انگلی دل میں انہیں چھوٹا کرنے کا ارادہ کر کے پہلے ایک آدمی اور پھر دوسرے آدمی کے جسم سے لگا دی۔ دونوں سنگ دل انسان ننھے ننھے بونے بن گئے۔ وہ اتنے چھوٹے چھوٹے ہو گئے کہ ہتھیوسانگ نے انہیں اپنی ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ دونوں آدمی دہشت زدہ ہو کر ہتھیوسانگ کی ہتھیلی پر بیٹھے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ یہ انہیں کیا ہو گیا ہے اور وہ اتنے اونچے لمبے آدمیوں

سے انسان کی انگلی کے برابر کیسے بن گئے ہیں۔ ہتھیوسانگ نے انہیں اپنے کرتے کی جیب میں ڈالا اور عنبر کے پاس آ گیا۔

عنبر چھوٹی بچی کو تسلی دے رہا تھا جو اب بھی خوف کے مارے روئے جا رہی تھی۔ آخر انہوں نے لڑکی کو چپ کرایا اور اسے لے کر اس کے باپ کے گھر کی طرف چل پڑے۔ اس کے باپ کا گھر دو بڑی بڑی جھونپڑیوں پر مشتمل تھا۔ اس کے ماں باپ جھونپڑی میں سو رہے تھے۔ انہیں بالکل خبر نہیں تھی کہ ان کے دشمن ان کی بچی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے لے جا چکے تھے۔ بچی روتی ہوئی اپنے ماں باپ کے جھونپڑے میں چلی گئی۔ عنبر اور ہتھیوسانگ باہر ہی کھڑے رہے کہ بچی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے وہاں سے جائیں۔ جھونپڑی میں شور مچ گیا۔ بچی نے روتے ہوئے اپنے ماں باپ کو ساری کہانی بیان کی تو وہ گھبرائے ہوئے باہر نکلے۔ ان کا رنگ بھی حبشیوں ایسا نہیں تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بچی کے ماں باپ پرتگال کے رہنے والے تھے اور یہاں جنگل میں انہوں نے درختوں کی کٹائی کا ٹھیکہ لے رکھا تھا اور حبشی اور پرتگالی مزدوروں سے درختوں کی کٹائی کا کام لیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ انہوں نے عنبر اور تھیوسانگ کا بے حد شکریہ ادا کیا اور انہیں جھونپڑی کے اندر لے گئے۔

بچی کے باپ نے پوچھا کہ جو آدمی اس کی بچی کو مارنے لے گئے تھے وہ کہاں ہیں؟ تھیوسانگ جیب سے دونوں کو نکالنے ہی لگا تھا کہ عنبر نے اشارے سے اسے روک دیا اور بچی کے باپ سے کہا:

"وہ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رفو چکر ہو گئے ہیں۔ مگر مجھے ان کے حلیے یاد ہیں۔"

جب عنبر نے ان کا حلیہ بتایا تو بچی کے باپ نے کہا:

"میں سمجھ گیا وہ کون تھے۔ وہ میرے دشمن بن گئے تھے کیونکہ میں نے انہیں مزدوری کی رقم کے علاوہ قرض نہیں دیا تھا۔ خیر میرے آدمی انہیں بہت جلد پکڑ لیں گے۔"

بچی کے باپ نے عنبر اور تھیوسانگ سے کہا کہ وہ ساتھ والی جھونپڑی میں آرام کریں۔ صبح وہ انہیں ڈھیر سارا انعام دے کر رخصت کرے گا۔

عنبر بولا: "شکریہ! ہم نے یہ کام انسانی ہمدردی کی وجہ سے کیا ہے کسی انعام کے لالچ کے لیے نہیں کیا۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم اپنی جھونپڑی میں

جا کر آرام کریں گے۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے اسے یہی بتایا تھا کہ وہ سیاح ہیں اور جنگل کی سیاحت کر رہے تھے کہ رات ہو گئی اور وہ ایک جھونپڑی کو خالی دیکھ کر وہاں آرام کرنے کے لیے ٹھہر گئے کہ یہ واقعہ پیش آ گیا۔

بچی کی ماں بولی:

"تم نے ہماری بچی کی جان بچا کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں خالی ہاتھ جانے دیں۔"

یہ کہہ کر اس پرتگالی عورت نے گلے کا ہار اتار کر عنبر کی طرف بڑھا کر کہا:

"یہ ہار اپنے پاس رکھ لو۔ یہ ہمارا انعام ہے۔"

عنبر نے ہار واپس کر دیا اور کہا:

"ہم کبھی کسی اچھے کام کا معاوضہ یا انعام نہیں لیا کرتے بہن! اور پھر کسی نیک کام کا اجر تو صرف خدا ہی دے سکتا ہے۔ شکریہ اب ہمیں اجازت دیں۔"

اتنے میں ایک دوسرا آدمی اندر آ گیا اور بولا:

"آقا! دونوں پرتگالی مزدور غائب ہیں۔ وہ اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھونپڑیوں میں نہیں۔"

بچی کے باپ نے کہا:

"ان کو جنگل میں تلاش کرو اور جہاں کہیں بھی ہوں انہیں پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔"

آدمی باہر چلا گیا۔ اب عنبر اور تھیوسانگ بھی اجازت لے کر واپس اپنی جھونپڑی میں آ گئے۔ دونوں خونی بدمعاش تھیوسانگ کی جیب ہی میں تھے۔

عنبر نے کہا:

"انہیں اس جنگل میں کہیں چھوڑنے کی بجائے واپس دغانا کی بندرگاہ پر جا کر سمندر میں پھینک دیجئے کیونکہ اگر انہیں یہاں چھوڑا تو یہ واپس اپنے ٹھکانے پر جا کر بچی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ تو اتنے چھوٹے ہیں کہ بچی کے ٹخنے تک ہی پہنچیں گے۔"

عنبر بولا: "یہ افریقہ کا جنگل ہے۔ یہاں قدم قدم پر جادو کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ ممکن ہے کوئی ان کے قد کو بڑا کر دے اور یہ بچی کو نقصان پہنچا دیں۔"

تھیوسانگ نے عنبر کی بات تسلیم کر لی۔ رات انہوں نے اسی جھونپڑی میں گذاری جب صبح ہوئی تو واپس دغانا کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ وہ صبح تھی جب دغانا کی بندرگاہ سے وہ جہاز ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جس میں کیپٹن اور فریلا سوار تھیں۔ عنبر اور تھیوسانگ راستے میں کیپٹن کو بھی تلاش کرتے جاتے تھے۔ انہیں دغانا پہنچنے میں ایک دن اور ایک رات گذر گئی۔ جب وہ دغانا پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ ایک جہاز ایک روز پہلے ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کیپٹن اسی جہاز میں ہندوستان کو لے جائی جا رہی ہو۔ پھر تھیوسانگ بولا:

"اس بارے میں جب تک ہمیں پوری اطلاع نہیں ملتی ہمارا ملک ہندوستان کی طرف جانا بےکار ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"تو پھر یہاں سے کس طرف چلیں؟ آخر ہمیں کسی نہ کسی ملک میں جا کر کیپٹن کو کھوجنا ہی ہو گا۔"

تھیوسانگ بولا: "صبح اس پر غور کر کے کوئی فیصلہ کریں گے۔ ابھی ہمیں ناگ کی بھی کچھ خبر نہیں ہے اور ماریا بھی خدا جانے کہاں غائب ہو چکی ہے۔"

عنبر نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ اسے ناگ ماریا اور
کیٹی کی بہت یاد ستانے لگی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا:
"میرا خیال ہے ہمیں رات کے اندھیرے میں ان
بدمعاشوں سے نجات حاصل کر لینی چاہیے جو میری
جیب میں پھڑک رہے ہیں۔"
عنبر نے کہا:
"میرا خیال ہے انہیں مارتے نہیں بلکہ کسی کسی ویران
جگہ لے جا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ اگر جنگل میں پہنچ
بھی گئے تو کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"
تھیوسانگ بولا: "جیسے تمہاری مرضی" اور وہ شہر سے باہر
کسی ویران جگہ کی تلاش میں چل پڑے۔

○

بدروحوں کا غار

بندرگاہ سے دور ایک جگہ مینار سا بنا ہوا تھا۔
کسی زمانے میں اس مینار پر آگ روشن کر کے دور سے
جہازوں کو راستہ دکھایا جاتا تھا۔ لیکن ایک عرصے سے یہ
مینار ویران پڑا تھا کیونکہ اس کی بجائے دو میل سمندر کے اندر ایک
چٹان پر نیا مینار بنا دیا گیا تھا۔
عنبر نے کہا:
"یہ ویران مینار ٹھیک رہے گا۔ ہم ان دونوں
بدمعاشوں کو اس مینار کی اوپر والی منزل میں
چھوڑ دیتے ہیں یہاں سے اگر یہ کسی طرح گرتے
پڑتے واپس چلے گئے تو ان کی قسمت۔"
تھیوسانگ اور عنبر ویران مینار کے پہلے گول کمرے
میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں سوائے پتھروں اور اینٹ
روڑوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ ایک تنگ سیڑھی اوپر کو
جاتی تھی۔ اس میں مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاے ہٹاتے گول مینار کی دوسری منزل پر آ گئے۔ وہاں بھی کوڑا کرکٹ ہی پڑا تھا۔ اس مینار کی تین منزلیں تھیں۔ تیسری منزل پر آ کر انہوں نے دیکھا کہ کمرے کے درمیان میں جہاں کبھی آگ جلائی جاتی تھی اب سوائے راکھ کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں تھا۔ ھیتوساتگ نے دونوں بونوں کو جیب سے نکالا اور ٹھنڈی راکھ کے کنارے پتھروں میں چھوڑ دیا اور کہا:

"اب تم اسی جگہ رہو گے۔ یہی تمہاری سزا ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر اور ھیتوساتگ واپس سیڑھیاں اترنے لگے۔ ان کے جاتے ہی ٹھنڈی راکھ میں سے ایک بالوں بھرا عجیب سا انسانی ہاتھ باہر نکلا اور اس نے دونوں بدمعاش بونوں کو پتھروں پر سے اٹھا کر اپنی مٹھی میں جکڑا اور کچل کر رکھ دیا۔ پھر یہ ہاتھ راکھ کے اندر چلا گیا۔ ایک سیکنڈ کے بعد راکھ میں سے ایک کالے رنگ کا بچھو اچھل کر باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹھنڈی راکھ میں سے ایک انسانی سر باہر نکل آیا۔ اس انسانی سر کی دو آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ سر پر راکھ ہی راکھ تھی۔ چہرہ سیاہ کالے بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ ناک بچھو کے ڈنک کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھی اور کان گردن تک لٹک

رہے تھے۔ اس کے ہونٹوں میں سے دو سفید دانت باہر کو نکلے تھے۔ سیاہ بچھو اس شکل کو دیکھ کر وہیں ساکت ہو گیا۔ راکھ والے ڈراؤنے چہرے کے حلق سے ایسی آواز نکلی جیسے آگ دھڑا دھڑ جلتی ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس نے کہا:

"ان کے پاس زمین کا وہ راز ہے جس کی مجھے (صدیوں) سے تلاش تھی۔ جاؤ اور یہ راز ان سے معلوم کرو۔"

سیاہ بچھو نے اپنا منہ اوپر اٹھایا۔ دم کے ڈنک کو تین بار زور سے دائیں بائیں گردش دی اور پھر وہ بچھو سے ایک بے حد خوبصورت لڑکی بن گیا جس کے بال گھنگھریالے سنہری تھے۔ رنگ گورا تھا اور اس نے خوبصورت کپڑے پہن رکھے تھے۔ راکھ والے ڈراؤنے چہرے نے کہا:

"اب تمہارا نام عقربہ ہے۔ ان دونوں میں سے ایک آدمی کے پاس ایسی طاقت ہے جس کی مدد سے وہ دنیا کی ہر شے کو چھوٹا بنا سکتا ہے۔ تمہیں اس سے یہ راز معلوم کرنا ہے۔ اگر وہ راز نہ بتائے تو پھر تمہیں کیا کرنا ہو گا تم خوب جانتی ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عقربہ لڑکی نے کہا:

"میں جانتی ہوں استاپا۔ میں تمہارا غلام ہوں۔ تمہارے لیے اپنی جان بھی لڑا دوں گا۔"

راکھ کے چہرے نے کہا:

"یہ دونوں آدمی بڑے ہوشیار لگتے ہیں۔ ان سے خبردار رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری پیٹھ پر بچھو کا جو ڈنک باہر نکلا ہوا ہے وہ دیکھ لیں۔ اسے چھپا کر رکھنا۔"

عقربہ نے کہا:

"میں اس کا پورا خیال رکھوں گا۔ اب میں جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر یہ لڑکی جو اصل میں ایک بہت ہی خطرناک طلسمی بچھو تھا لڑکی کی شکل میں ویران مینار کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا۔ اندھیرے میں بھی اس کی آنکھیں ہر شے کو دیکھ سکتی تھیں۔ اسے عنبر اور تھیوسانگ دور سمندر کے کنارے جاتے دکھائی دیئے۔ عقربہ لڑکی نے ان کا پیچھا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ اور عنبر کیٹی کے بارے میں باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ صبح ہونے ہی والی تھی۔ وہ بندر گاہ کے سامنے والی سرائے کے باہر

برآمدے میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

تھیوسانگ بولا: "دن نکلتے تو بندر گاہ پر جا کر معلوم کرتا ہوں کہ یہاں سے اگلا جہاز کب روانہ ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ملک ہندوستان کا سفر اختیار کرنا چاہیے۔"

"ہندوستان میں کیا رکھا ہے؟" عنبر نے کہا۔

تھیوسانگ بولا: "جانے کیوں میرا دل کہتا ہے کہ ہم اپنے دوستوں سے اب ہندوستان ہی میں مل سکیں گے۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا:

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا دل کہتا ہے تو ہم ہندوستان ہی کی طرف چل پڑتے ہیں۔"

تھوڑی دیر میں دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ لوگ بندر گاہ پر کام کرنے لگے۔ جہازوں پر مال لادا جانے لگا۔ تھیوسانگ بولا:

"میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں کہ ہندوستان کو جہاز کس روز جائے گا۔"

تھیوسانگ چلا گیا۔ عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھتیوسانگ نے واپس آ کر بتایا کہ "ہندوستان کو مسافر جہاز تو ہفتے کے بعد جائے گا لیکن ایک مال بردار جہاز آج رات روانہ ہونے والا ہے۔

عنبر نے کہا:

"اگر ہم جہاز کے کپتان کو سونے کے کچھ سکے دے دیں تو وہ ہمیں جہاز پر سفر کرنے کی اجازت دیدے گا۔"

چھتیوسانگ مسکراتے ہوئے بولا:

"یہ کام میں نے کر دیا ہے۔ میں نے جہاز کے کپتان کو سونے کے دس سکے دے کر اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ساتھ ہندوستان لے جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ اب ہمیں تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ میرا مطلب ہے کہ ہمیں بازار جا کر کچھ نئے کپڑے خریدنے ہوں گے ہمارا لباس کافی خراب ہو چکا ہے۔"

وہ نیا لباس خریدنے کے خیال سے سرائے سے نکل کر بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ ایک باغ میں سے گزر رہے

تھے کہ اچانک ایک طرف سے ایک خوبصورت لڑکی بھاگتی ہوئی آئی اور عنبر اور چھتیوسانگ کے قدموں سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی:

"بھگوان کے لئے مجھے بچا لو۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔"

عنبر اور چھتیوسانگ حیران ہو کر لڑکی کو دیکھنے لگے۔ یہ عقربہ تھی۔ یعنی وہی لڑکی جو اصل میں سیاہ بچھو تھی اور جسے ویران مینار کی راکھ والے ڈراؤنے چہرے استاپا نے عنبر چھتیوسانگ کے پیچھے روانہ کیا تھا۔ لڑکی کا چہرہ سخت گھبرایا ہوا تھا۔ چھتیوسانگ نے اسے حوصلہ دے کر اٹھایا اور پوچھا: "کون تمہیں مار ڈالے گا؟"

عقربہ نے ایک طرف اشارہ کیا اور چھتیوسانگ کے پیچھے ہو کر ڈری ہوئی آواز میں بولی:

"وہ بڑے ظالم ہیں۔ مجھے ہندوستان سے اغوا کر کے لے آئے تھے وہ مجھے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میں موقع پا کر بھاگ آئی اب وہ خنجر لیے میرے پیچھے لگے ہیں۔ وہ کہیں چھپ گئے ہیں تمہیں دیکھ کر۔"

عنبر نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"فکر نہ کرو بہن! ہم تمہاری حفاظت کریں گے لیکن آخر تمہیں اسی شہر میں رہنا ہے۔ ہمیں بتاؤ کہ ان کا اڈہ کہاں ہے ہم انہیں گرفتار کروا دیں گے۔"

عقربہ نے روتے ہوئے عنبر کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا:

"بھگوان کے لئے وہاں نہ جانا، وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے میں اس شہر میں رہی تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ مجھے یہاں سے نکال کر لے چلو، مجھے ہندوستان میں اپنے ماں باپ کے پاس پہنچا دو۔ وہ میری یاد میں رو رو کر اندھے ہو جائیں گے میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ بھگوان کے لیے مجھے یہاں سے نکال کر ہندوستان پہنچا دو۔"

تھیوسانگ اور عنبر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عنبر نے اپنی خاص زبان میں تھیوسانگ سے کہا:

"ہم بھی ہندوستان کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ کیوں نہ اس مصیبت کی ماری لڑکی کو ساتھ لے چلیں۔"

تھیوسانگ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

"سوچ لو، کہیں اس کی وجہ سے ہم کسی مشکل میں نہ پھنس جائیں"

عنبر نے کہا:

"تھیوسانگ! ہم تو مشکلوں میں پھنستے ہی رہتے ہیں لیکن اس لڑکی کو مشکل سے نکالنا اب ہمارا فرض ہو گیا ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "جیسے تمہاری مرضی!"

عنبر نے اب اس لڑکی عقربہ سے ہندوستان کی زبان میں کہا: "گھبراؤ نہیں ہم بھی اتفاق سے ہندوستان کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ ہم تمہیں اپنے ساتھ ہی لے جائیں گے۔"

عقربہ نے انتہائی مکاری سے اداکاری کرتے ہوئے عنبر کا ہاتھ چوم لیا اور بولی:

"بھائی میں تمہارا احسان زندگی بھر نہ بھلا سکوں گی تم نے میری عزت میری زندگی بچا لی ہے۔"

تھیوسانگ اور عنبر نے اس لڑکی عقربہ سے اس کا نام پوچھا۔ اس نے اپنے آنسو آنچل سے پونچھ کر کہا:

"میرا نام عقربہ ہے۔ تمہارا نام کیا ہے بھائی؟"

عنبر اور تھیوسانگ نے اسے اپنے اصلی نام ہی بتا دیئے عنبر نے ہنستے ہوئے کہا:

"عقربہ عجیب سا نام ہے۔ تمہارا نام کس نے رکھا تھا؟ ہندوستان میں اس قسم کے نام سننے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نہیں آتے۔"

عقربہ نے کہا:

"میرا دادا آتش پرست ایرانی تھا۔ ہم ایران سے آ کر ملک ہندوستان کے شہر ورنگل میں آباد ہو گئے تھے۔ میرے ماں باپ بہت غریب ہیں۔ میرا نام میرے دادا نے رکھا تھا جو اب اس دنیا میں نہیں ہے

ورنگل میں میرے باپ کی چھوٹی سی کھیتی ہے جہاں ہم سبزیاں اُگا کر فروخت کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں یہ ڈاکو فقیروں کے بھیس میں وہاں آئے اور مجھے بے ہوش کر کے اغوا کر کے اپنے جہاز میں لے گئے۔"

عنبر نے کہا:

"فکر مت کرو عقربہ بہن! ہم تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس ورنگل چھوڑ کر آگے جائیں گے۔ ہم بھی اپنی ایک بہن کے پاس جا رہے ہیں جو ہستناپور میں رہتی ہے۔"

عقربہ نے کہا:

"میں تمہاری بہن سے مل کر بہت خوش ہوں گی

جب تم واپس جانے لگو تو اسے بھی ساتھ لے کر ہمارے گھر آنا۔"

عنبر بولا: "اگر ایسا ہو سکا تو ضرور اسے ساتھ لائیں گے"

انہوں نے بازار میں اپنے لیے کچھ کپڑے خریدے۔ عقربہ کے لیے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں اور واپس سرائے میں آ گئے۔ تھیوسانگ اور عنبر نے یہ پہلے ہی سے طے کر لیا تھا کہ وہ ایرانی لڑکی عقربہ پر راستے میں یعنی دغانا سے ہندوستان تک کے سفر میں یہ ہرگز ظاہر نہیں ہونے دیں گے کہ انہیں بھوک سردی گرمی اور پیاس نہیں لگتی۔ عقربہ پوری طرح سے ہوشیار تھی۔ وہ ایک طلسمی عورت تھی۔ وہ ایک بچھو تھی جو استاپا کے طلسم سے لڑکی کی شکل میں آ گئی تھی۔ شروع ہی سے اس نے یہ غور کرنا شروع کر دیا تھا کہ ان دونوں یعنی تھیوسانگ اور عنبر میں سے وہ کون سا آدمی ہے جو ہاتھ لگانے یا دم کرنے سے چیزوں کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اسے ان دونوں میں سے اسی آدمی کی تلاش تھی۔

دوسرے روز رات ہونے سے پہلے تھیوسانگ نے سمندری جہاز کے کپتان سے ملاقات کی اور کہا کہ میں پانچ سونے کے مزید سکے دینے کو تیار ہوں کیونکہ اب ہمارے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک عورت بھی سفر کرے گی جو ہماری رشتے دار ہے ہمیں یہاں اچانک مل گئی ہے۔ کپتان ہسپانوی تھا۔ اس نے سونے کے سکے رکھ لیے اور کہا:

"اس عورت کو بھی لے آؤ۔ مگر کسی سے اس کا ذکر مت کرنا۔"

جہاز نے رات کے وقت لنگر اٹھا دیا اور ہندوستان کی طرف سفر شروع کر دیا۔ یہ سفر سات دن کا تھا۔ دوسری طرف کیٹی اپنے ساتھ فریلیا کو لے کر ہندوستان پہنچ گئی تھی۔ فریلیا کا شہر سامرتھ کے علاقے میں تھا۔ کیٹی نے فریلیا سے کہا: "میں نے اپنے وعدے کے مطابق تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا ہے اب میں تمہارے چچا کے سامنے نہیں جاؤں گی۔ کیونکہ میرا جانا بیکار ہے وہ مجھے دیکھ نہیں سکیں گے۔ اس لیے میں یہیں سے تمہیں خدا حافظ کہتی ہوں۔"

فریلیا کا مکان تھوڑے فاصلے پر ہی تھا اور دور سے کھیتوں میں درختوں کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ فریلیا نے کیٹی کو بہت مجبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ اس کے چچا کے پاس جائے مگر کیٹی نہ مانی اور اس سے رخصت ہو گئی۔ یہ علاقہ بڑا شاداب اور خوبصورت تھا۔ سامرتھ کا شہر

ایک خوبصورت وادی میں بنا ہوا تھا۔ اس کے شمال کی جانب گھنے درخت تھے۔ فریلیا نے کیٹی کو بتایا تھا کہ ان درختوں میں جو پہاڑیاں ہیں ان پہاڑیوں میں وہ غاریں ہیں جہاں لوگوں کے کہنے کے مطابق بد روحیں رہتی ہیں کیٹی کے دل میں خیال آیا کہ ان پہاڑوں میں چل کر دیکھنا چاہیے کہ کہیں ماریا وہاں کسی بدروح کے قبضے میں تو نہیں ہے۔ کیٹی غیبی حالت میں ہی ان پہاڑیوں کی طرف پرواز کرنے لگی۔ اس نے وہاں جا کر دیکھا کہ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر جگہ جگہ عجیب شکل کی خشک جھاڑیاں اُگی تھیں ان ڈھلانوں میں کہیں کہیں غاروں کے منہ نظر آ رہے تھے کیٹی قریب گئی تو اس نے دیکھا کہ یہ چند ایک غار تھے جن میں سے اکثر کے دہانے مکڑیوں کے جالوں سے ڈھکے ہوئے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ ان غاروں میں کبھی کوئی انسان داخل نہیں ہوا تھا۔ اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ آسمان پر اِکّا دُکّا ستارے نکل آئے تھے۔ کیٹی ایک غار کے پاس آئی تو اسے اندر سے گرم ہوا آتی محسوس ہوئی۔

وہ بڑی حیران ہوئی کہ جب دوسری غاروں میں سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی تو اس غار میں سے گرم ہوا کیوں آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی ہے۔ اسے یہ بھی خیال تھا کہ وہ خود خوامخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔ وہ غار کے باہر ہی تھی۔ ذرا سا سر اندر ڈال کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ جیسے پیچھے سے ہوا کا تیز جھونکا آیا اور وہ اچھل کر غار کے اندر چلی گئی اس کے غار کے اندر جاتے ہی ہوا رُک گئی اور اس کی گرمی بھی کم ہو گئی۔ کیٹی نے غار سے واپس نکلنے کے لیے اپنے آپ کو غار کے منہ کی طرف اچھالنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ ہوا کا ایک اور تیز جھونکا آیا اور وہ غار کے اندر دور تک چلی گئی۔

یہاں گہرا اندھیرا تھا۔ مگر کیٹی اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ اس کو یہاں چھت سے لٹکتے مکڑی کے جالوں کے بڑے بڑے گول گچھے دکھائی دیئے۔ یہ گچھے اتنے بڑے تھے کہ ایک آدمی اس میں چھپ سکتا تھا۔ اچانک کیٹی کانپ کر رہ گئی۔ اس نے دیکھا۔ کہ مکڑی کے جالوں کے ہر گچھے میں ایک انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ پھنسا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ انسان ان جالوں میں پھنس گئے اور پھر کسی بہت بڑی مکڑی نے ان کے جسم کا سارا گوشت چٹ کر لیا اور وہاں انسانی ڈھانچہ لٹکتا رہ گیا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہاں بد روحیں نہیں رہتیں بلکہ کوئی بہت بڑی مکڑی رہتی ہے جو انسانوں

کو اپنے جالے میں پھنسا کر ہڑپ کر جاتی ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ اگر یہاں کوئی بد روح نہیں ہے تو پھر اس کو پیچھے سے اندر کس نے اچھالا تھا؟ یہ کام کوئی مکڑی نہیں کر سکتی۔ کیٹی جالوں کے گچھوں میں لٹکتے انسانی ہڈیوں کے ڈھانچوں کے قریب سے گذرتے ہوئے غار میں آگے گئی تو اس کا سانس رُکنے لگا۔ اسے محسوس ہوا کہ وہاں آکسیجن بے حد کم تھی۔ کوئی دوسری گیس آکسیجن گیس کو ختم کر رہی تھی۔ وہ خلا کی رہنے والی تھی۔ اس کو گیسوں کا علم تھا۔ وہ پیچھے ہٹی تو پیچھے نہ ہٹ سکی۔ جیسے اس کے پیچھے کوئی دیوار تھی جو اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ جہاں وہ رکتی تھی نظر نہ آنے والی دیوار بھی رُک جاتی تھی۔ کیٹی دو قدم آگے گئی۔ آکسیجن بالکل ختم ہو رہی تھی۔ اس نے ایک دم سے ایک قدم پیچھے ہٹایا اور وہ نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹکرا گئی۔ حیرانی کی بات تھی کہ وہ اس دیوار کے درمیان سے نہیں گذر سکتی تھی۔ اگرچہ اسے دیوار دکھائی بھی نہیں دیتی تھی۔ یہ کام ضرور کسی بد روح کا تھا۔ کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ وہ تڑپ کر چھت کی طرف گئی۔ وہاں بھی آکسیجن نہیں تھی۔ وہ تیزی سے نیچے آ گئی۔ وہ ایک نظر نہ آنے والی لہر کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ پھر اچانک اسے ایک طرف سے بہت بڑی مکڑی آتی نظر آئی جس کی آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ مکڑی اتنی بڑی تھی کہ غار اس کے بالوں بھرے مکروہ جسم سے بھر گیا تھا۔

کیٹی سمجھ گئی کہ اب انجام قریب ہے۔ کیونکہ اس مکڑی نے ضرور اسے دیکھ لیا تھا اور وہ اگرچہ "غیبی حالت" میں ہے مگر یہ مکڑی اسے اسی حالت میں چٹ کر جائے گی۔ کیٹی کو اپنی چٹکی کا خیال آ گیا۔ مکڑی کے حلق سے عجیب طرح کی چیخوں کی باریک آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔ مکڑی کیٹی کے بالکل قریب آ گئی تو کیٹی نے چٹکی بجا دی پہلی بار تو کچھ نہ ہوا لیکن دوسری بار چٹکی بجانے سے کیٹی پر پہلا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنے آپ کو نظر آنے لگی مگر یہ دیکھ کر اس کی روح کے اندر سے بھیانک چیخ نکل گئی کہ کیٹی کا جسم ایک سیاہ رنگ کی مکڑی میں تبدیل ہو چکا تھا۔

کیٹی سوچ رہی تھی۔ سن رہی تھی۔ دیکھ رہی تھی مگر اس کا جسم انسان کا جسم نہیں تھا۔ وہ مکڑی بن گئی تھی۔ مکڑی بنتے ہی اس کا سانس گھٹنا بند ہو گیا۔ بڑی مکڑی وہیں رک گئی، کیٹی غار کے منہ کی طرف دوڑی۔ بڑی مکڑی بھی اس کے پیچھے چیختی چلاتی، شور مچاتی بھاگی۔ بہت جلد بڑی مکڑی کی لمبی

لمبی ٹانگیں اور ہاتھ کیٹی مکڑی کے سر پر پہنچ گئے۔ کیٹی مکڑی کے حلق سے بھی خوف کے مارے ایک چیخ نکل گئی۔ وہ زور لگا کر باہر کی طرف دوڑی تو اس کی باریک کالی مکڑیوں ایسی ٹانگیں زمین سے بلند ہو گئیں اور وہ ہوا میں تیرنے لگی۔ کیٹی مکڑی ایک سیکنڈ میں ہوا میں پرواز کرتی ہوئی غار سے باہر تھی۔ باہر نکلتے ہی اس نے ایک طرف کو غوطہ لگا دیا۔

باہر اندھیرا چھا رہا تھا۔ کیٹی مکڑی غوطہ لگا کر پہاڑی کی ڈھلان کی طرف اڑتی گئی۔ پھر اس نے اوپر کو منہ کر کے اپنے آپ کو اچھالا اور اوپر کی طرف اڑنے لگی۔ اس نے اپنا رخ شہر سامرقند کی طرف کر لیا۔ شہر کے مکانوں میں لیمپ روشن ہو گئے تھے۔ کیٹی اڑتی اڑتی فریلیا کے مکان کی دیوار پر اندھیرے میں آ کر بیٹھ گئی۔ فریلیا صحن میں تخت لگا رہی تھی۔ کیونکہ یہ کھانے کا وقت تھا۔ کیٹی مکڑی اپنی حالت پر دل ہی دل میں آنسو بہا رہی تھی کہ وہ کیوں اس منحوس غار کے اندر گئی۔ وہ فریلیا کی شکل دیکھ رہی تھی۔ اس کی آواز بھی سن رہی تھی۔ مگر خود اس کو یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ میں مکڑی نہیں بلکہ تمہاری سہیلی کیٹی ہوں۔

مکڑی کیٹی نے فضا میں سونگھنے کی کوشش کی۔ اسے کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چیز کی بھی خوشبو یا بُو نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی کو بار بار اپنے اوپر غصّہ بھی آ رہا تھا اور رحم بھی آ رہا تھا کہ وہ خوامخواہ بدروحوں کی غار میں داخل ہوئی۔ نہ وہ غار میں داخل ہوتی اور نہ اس کا جسم مکڑی میں تبدیل ہوتا۔ اتنے میں فرلیٹا دیوار پر کوئی کپڑا ڈالنے اس طرف آئی جہاں کیٹی مکڑی کی شکل میں بیٹھی تھی۔ اس نے دیوار پر ایک کالی مکڑی کو دیکھا تو زور سے کپڑے کو لہرا کر مکڑی پر مارا۔ اس سے پہلے کیٹی مکڑی وہاں سے اڑ گئی تھی۔

فرلیٹا نے شور مچا دیا:

"چچا جان! اڑنے والی مکڑی! اڑنے والی مکڑی!"

کیٹی مکڑی کے دل کو بے حد صدمہ ہوا کہ فرلیٹا نے بھی اسے مکڑی سمجھا تھا۔ مگر فرلیٹا کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔ کیٹی کی شکل ہی مکڑی کی تھی۔ کیٹی نے فرلیٹا کے گھر اور اس کے شہر کو خدا حافظ کہا اور شمال کی طرف جو ہمالیہ کے پہاڑ تھے اس طرف اڑنے لگی۔

یہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ماریا کے بچے کو لے کر بدمعاش کاہن تبت کے لاما کے پاس اسے فروخت کرنے یا اسے پیش کرنے کے لیے ہمالیہ کی شمالی برف پوش وادی یعنی ملک تبت کی طرف چلا جا رہا تھا۔ چونکہ یہ راستہ وہ

پیدل طے کر رہا تھا اس لیے ابھی تبت سے کافی دور پہاڑیوں میں ہی سفر کر رہا تھا۔ جب کہ تھیوساگ اور عنبر کے ساتھ مینار والے راکھ کے ڈراؤنے چہرے یعنی استاپا کے حکم سے بچھو لڑکی عقربہ کی شکل میں سمندری جہاز میں سفر کر رہی تھی۔ اس نے لڑکی کا روپ دھار کر اپنے آپ کو مصیبت کی ماری ظاہر کر کے تھیوساگ اور عنبر سے مدد طلب کی تھی کہ وہ اسے اس کے شہر درنگل میں پہنچا دیں جو ہندوستان میں تھا۔ خوبصورت بچھو لڑکی کو اصل میں اس راز کی، اس طلسم کی تلاش تھی جس کی مدد سے تھیوساگ چیزوں کو چھوٹا بنا سکتا تھا۔ عقربہ کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کے پاس چیزوں کو چھوٹا کرنے کا راز ہے۔ اس کے راکھ کے ڈراؤنے چہرے والے دیوتا استاپا نے اسے حکم دیا تھا کہ جب اسے پتہ چل جائے کہ یہ راز کس کے پاس ہے تو اس سے یہ راز معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر وہ شخص اسے یہ راز نہ بتائے تو اسے کسی دوسری شکل میں تبدیل کر کے اپنے ساتھ اغوا کر کے راکھ والے ویران مینار میں لے آئے۔ تھیوساگ اور عنبر تو کیٹی اور ناگ ماریا کی تلاش میں ملک ہندوستان کی طرف سفر کر رہے تھے۔ بچھو لڑکی عقربہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کے ساتھ تھی۔ انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ یہ ایک طلسمی لڑکی ہے۔ وہ سمندر میں ایک تجارتی جہاز میں سفر کر رہے تھے جس کا کپتان ایک ہسپانوی تھا۔

تیسری جانب ناگ بھی ہمالیہ کی گود میں واقع ایک پُرفضا گاؤں کے قریب عقاب کی شکل میں اڑتا ہوا پہنچ گیا تھا کیوں کہ اسے اسی گاؤں سے اپنے بالوں کی راکھ کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عیار یوراگی کو اس کے انجام تک پہنچانے کے بعد اس کا غلام بیروکس خود ناگ کی راکھ والا تعویذ اپنے بازو پر باندھے سامری کی مدد سے ایک دولت مند جاگیردار کی حیثیت سے اس گاؤں میں آباد ہو گیا تھا۔ وہ اپنی باقی زندگی عیش و آرام میں گزارنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی شکل تبدیل نہیں کی تھی۔ اس کی شکل غلام بیروکس کی شکل ہی تھی۔ اس کے بازو کے تعویذ میں سے خشک ہونے کے بعد راکھ کی خوشبو ناگ تک برابر پہنچ رہی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں خوشبو کی ٹوہ لیتا غلام بیروکس کے مکان پر پہنچ گیا۔ جونہی اس کی نظر غلام بیروکس پر پڑی تو اس نے اسے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جو عیار یوراگی کا غلام تھا اور جس نے انہیں یعنی تھیوسانگ اور کیپٹن عنبر کو بے ہوش کر دینے والا انگور کا مشروب پلایا تھا۔

ناگ عقاب کی شکل میں غلام بیروکس کے شاندار مکان کے صحن کی دیوار کے پاس درخت میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ غلام بیروکس اس وقت ایک تخت پر بیٹھا تھا اور دو کنیزیں اس کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ اس شخص کے پاس اپنی شکل میں اچانک پہنچ جانا چاہیے چنانچہ ناگ اڑ کر مکان کے باہر چلا گیا۔ چند قدم کے فاصلے پر جا کر اس نے اپنی اصلی انسان کی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ چلتا مکان کے صحن والے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ پھر خاموشی سے قدم اٹھایا اور صحن میں داخل ہو گیا۔

غلام بیروکس کی نگاہ جونہی ناگ پر پڑی وہ خوف سے کانپ اٹھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہی وہ ناگ ہے جو اپنی شکل تبدیل کر کے سانپ بھی بن جاتا ہے اور اسی ناگ کے بالوں کی راکھ کا تعویذ اس نے اپنے بازو پر باندھ رکھا ہے۔ وہ اسے دیکھتے ہی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ ناگ بھی اس کے پیچھے دوڑا۔ کنیزیں ڈر کر اِدھر اُدھر ہو گئیں۔ غلام بیروکس کمرے میں جاتے ہی کھڑکی میں سے کود کر دوسری طرف جھاڑیوں میں جا گرا۔ گرتے ہی اس نے اپنے بازو کا تعویذ کھول کر ہاتھ میں لیا اور کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سامری! سامری! مجھے سانپ کی شکل دیدے"

جلدی میں غلام بیروکس کی زبان پر سانپ ہی کا نام آیا تھا۔ سامری کے طلسم سے غلام بیروکس فوراً ایک نیلے رنگ کا ایک فٹ لمبا سانپ بن گیا۔ چونکہ وہ انسان کی شکل سے سانپ میں آیا تھا اس لیے ناگ کی راکھ والا تعویذ زمین پر جھاڑیوں کے پاس ہی پڑا رہ گیا۔ غلام بیروکس نے یہ بہت بڑی غلطی کی تھی۔ کیونکہ اسے ہر حالت میں کسی انسان ہی کی شکل تبدیل کرنی چاہیے تھی۔ انسان کی شکل میں آتا تو ناگ کا تعویذ اس کے پاس ہی رہتا۔ مگر سانپ کی شکل میں آنے کے بعد وہ ناگ کے تعویذ سے محروم ہو گیا تھا۔ سانپ بننے کے بعد بھی غلام کو احساس تھا کہ ناگ خود سانپ کی شکل اختیار کر سکتا ہے اور وہ اسے ہلاک کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ غلام بیروکس سانپ کی شکل میں آتے ہی نیچے پہاڑی ڈھلان کی طرف بھاگ گیا۔

اتنی دیر میں ناگ بھی کھڑکی میں سے کود چکا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے غلام بیروکس کہیں دکھائی نہ دیا۔ اسے اپنے بالوں کی خوشبو بڑی تیز محسوس ہو رہی تھی۔ آخر وہ اس خوشبو کی ٹوہ لگاتا جھاڑیوں میں پڑے ہوئے تعویذ تک پہنچ گیا۔ ناگ نے تعویذ کو اٹھا کر سونگھا۔ اس میں سے

اسے اپنے بالوں کی خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ نے تعویذ کو کھولا اس کے اندر اس کے بالوں کی جلی ہوئی راکھ تھی۔ ناگ نے تعویذ کو بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور غلام بیروکس کی تلاش شروع کر دی۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ غلام بیروکس تعویذ پھینک کر فرار ہو گیا ہے۔ ناگ کو غلام بیروکس سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ وہ تو اس سے صرف یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ اسے تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کے بارے میں اگر کچھ معلوم ہو تو اسے بتائے۔

ناگ نے غلام بیروکس کو دو تین بار آوازیں دیں مگر غلام بیروکس فٹ بھر کے نیلے سانپ کے روپ میں پہاڑی ڈھلان پر سے پھسلتا ہوا دور نیچے گہری کھڈ میں پہنچ چکا تھا۔ ناگ واپس مکان میں آ گیا۔ کنیزیں اور غلام اس سے اپنے آقا کے بارے میں پوچھنے لگے کہ اس کا آقا اسے دیکھ کر بھاگ کیوں گیا تھا۔

ناگ نے کہا،

"کبھی وہ میرا دوست تھا۔ لیکن ایک بات پر ہمارا جھگڑا ہو گیا۔ اب مجھے دیکھ کر وہ یہ سمجھا کہ میں اسے مارنے آیا ہوں۔ اسی ڈر سے وہ بھاگ گیا ہے۔ مگر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ جلد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپس آ جائے گا۔ میں یہاں رہ کر اس کا انتظار کروں گا؛

کنیزیں اور غلام چپ ہو گئے اور اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔

ناگ نے کہا؛

میں اس کی تلاش میں جنگل کی طرف جاتا ہوں اگر وہ خود یہاں آ جائے تو اسے کہنا کہ میں اس کا دوست بھی ہوں اور بھائی بھی ہوں میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور اب صلح صفائی کرنے کے لیے آیا ہوں اور وہ میرا انتظار کرے۔

غلام اور کنیزوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی کریں گے ناگ نے مکان سے نکلتے ہی جنگل میں آ کر اس طرف چلنا شروع کر دیا جدھر اس کے خیال میں غلام بیروکس گیا تھا۔ یہ بات اس کے گمان میں بھی نہیں تھی کہ بیروکس سانپ کا روپ دھار کر گہری کھڈ میں جا کر ایک خفیہ جگہ پر چھپ گیا ہے گہری کھڈ میں وہ بل میں گھس گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کو سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ میں نے ہی اسے انگور کا مشروب پلا کر بے ہوش کیا تھا اور اب وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اچانک اسے ناگ کے تعویذ کا خیال آیا

جس کی مدد سے وہ دوبارا انسان کی شکل میں آ سکتا تھا۔ جب اسے احساس ہوا کہ تعویذ تو اس کے پاس نہیں ہے تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ تعویذ کے بغیر تو وہ ساری زندگی دوبارا انسان کی شکل میں نہیں آ سکے گا اور ہمیشہ سانپ ہی کی شکل میں رہے گا۔ غلام بیروکس کے تو خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ وہ کیسے سانپ بن کر زندگی گذارے گا۔ نہیں نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس جا کر تعویذ کو ڈھونڈھنا چاہیے۔ وہ اسی وقت سوراخ میں سے نکل کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ جھاڑیوں، پتھروں اور گھاس میں سے گذرتا تیزی سے بھاگا جا رہا تھا۔ اپنے مکان کے پچھواڑے آ کر اس نے جھاڑی کے پاس وہ جگہ دیکھی جہاں اس نے سانپ کی شکل اختیار کی تھی۔ اس نے سارے علاقے کو چھان مارا مگر اسے تعویذ کہیں نہ ملا۔ اب اسے احساس ہوا کہ اس نے ساحرکا سے سانپ کی شکل مانگ کر زندگی کی سب سے بڑی اور سب سے بھیانک غلطی کی ہے۔ جب تک تعویذ اس کے پاس واپس نہیں آ جاتا وہ کبھی دوبارا انسان کی شکل میں واپس نہیں آ سکے گا۔ غلام بیروکس سمجھ گیا کہ قدرت نے اس کو اس کے گناہوں کی سزا دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ کیوں کہ وہ ایک مجرم کا ساتھی تھا اور مجرم کی مدد کرنے والا بھی مجرم ہی ہوتا ہے۔

غلام ہیروکس نیلے سانپ کی شکل میں اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے گذر کر اپنے مکان کے صحن میں آگیا۔

○

بچھولڑکی

صحن میں اس وقت ایک کنیز تخت پر چادر بچھا رہی تھی جونہی اس کی نظر نیلے سانپ پر پڑی۔ اس نے شور مچا دیا۔ سانپ سانپ! غلام ڈنڈے لے کر سانپ کو مارنے چلے۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ جس کو سانپ سمجھ کر مارنے لگے ہیں وہ ان کا آقا ہیروکس ہے۔ غلام ہیروکس نے جب یہ عالم دیکھا تو جان بچانے کے لیے واپس کمرے کی طرف بھاگا اور تیزی سے رینگتا ہوا کھڑکی میں سے دوسری طرف جھاڑیوں میں کود گیا۔ جھاڑیوں میں سے گذرتا وہ سیدھا واپس اپنے کھنڈ والے بل کی طرف چل دیا۔

جنگل میں ادھر ادھر غلام ہیروکس کو تلاش کرنے کے بعد جب تنگ واپس آیا تو اسے کنیزوں اور غلاموں کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک نیلا سانپ وہاں آیا تھا۔

ایک غلام نے کہا۔

"میں تو اسے مارنے کے لیے لپکا تھا مگر جناب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ دیکھتے دیکھتے کمرے کی کھڑکی سے دوسری طرف کود گیا۔

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے غلام سے پوچھا:

"کیا کبھی پہلے بھی یہاں نیلا سانپ آیا تھا؟"

غلام نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس علاقے میں سانپ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سال میں کہیں ایک آدھ بار ہی کوئی سانپ دکھائی دیتا ہے اور ہمارے گھر میں تو کبھی کوئی نیلا یا کالا سانپ نہیں آیا۔"

ناگ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ یہ سانپ کون ہو سکتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ غلام بیروکس ہو جس نے اس تعویذ کی مدد سے سانپ کی شکل اختیار کر لی ہو۔ یہ ناگ کی اپنی سوچ تھی اور کافی حد تک صحیح سوچ تھی۔ وہ اٹھ کر مکان کے دروازے سے گزر کر دوسری طرف پہاڑی ڈھلان کی طرف آ گیا۔ وہ نیلے سانپ کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں کسی سانپ سے مدد لینا بہترین ذریعہ تھا۔ ناگ ڈھلان پر سے گزر کر ایک جگہ آ گیا جہاں گھنی جھاڑیاں اور درخت اُگے ہوئے تھے۔ ناگ نے سانپ کی آواز میں وہاں موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ یہ

آواز نیچے گہری کھڈ کے بل میں چھپے ہوئے غلام بیروکس نے بھی سن لی تھی۔ کیونکہ وہ خود نیلے سانپ کی شکل میں تھا۔ ناگ دیوتا بلا رہا تھا۔ مگر غلام بیروکس چونکہ اصل میں انسان تھا۔ اس کی قوتِ ارادی ابھی باقی تھی۔ چنانچہ وہ وہیں دُبکا چھپا رہا۔ اتنا اسے معلوم ہو گیا کہ ناگ اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ ناگ اصل میں سانپ ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ناگ دیوتا بھی ہے۔ ناگ نے تین چار بار علاقے کے کسی بھی سانپ کو آواز دے کر بلایا مگر کوئی سانپ وہاں نہ آیا۔ وہ وہاں سے آگے چلا گیا۔ کچھ فاصلے پر جا کر وہ ایک چٹان کی اوٹ میں آ گیا۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ یہاں زمین پر کسی سانپ کے رینگنے کے نشان تھے۔ ناگ نے یہاں ایک بار پھر سانپ کی آواز میں وہاں موجود سانپ کو پکارا۔ چند لمحوں کے بعد نسواری رنگ کا سانپ پھن اٹھائے درختوں میں سے نکل کر اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس نے آتے ہی ناگ کو سر جھکا کر سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کی پہلی آواز ہی سن لی تھی مگر میں یہاں سے کافی دور تھا۔ میں آپ کی آواز سن کر ہی چل پڑا تھا۔ مجھے راستے

میں دیر ہو گئی۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟"

ناگ نے اسے آہستہ سے کہا:

"اس علاقے میں ایک نیلا سانپ کہیں چھپا بیٹھا ہے۔ مجھے اس کی تلاش ہے۔ ابھی جا کر معلوم کرو کہ وہ کس جگہ پر ہے۔ میں تمہارا یہاں سے پیچھے کچھ دور ایک مکان میں انتظار کروں گا۔ میری خوشبو تمہیں اس مکان تک پہنچا دے گی۔"

نسواری سانپ نے کہا:

"میں ابھی نیلے سانپ کا کھوج لگا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اس علاقے میں کوئی سانپ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا۔"

یہ کہہ کر نسواری سانپ نیچے وادی کی جانب اور ناگ واپس مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے نسواری سانپ سے دھیمی آواز میں اس لیے بات کی تھی کہ اگر غلام بیروکس ہی نیلے سانپ کی شکل میں ادھر اُدھر کہیں چھپا بیٹھا ہے تو اس تک اس کی آواز نہ پہنچے۔ کیونکہ اس کی آواز سن کر وہ وہاں سے بھاگ سکتا تھا۔

ناگ غلام بیروکس کے مکان میں آ کر تخت پر بیٹھ

گیا۔ اس نے غلام سے کہا کہ اس کے لیے قہوہ تیار کرے۔

غلام نے کہا:

"ابھی تیار کرتا ہوں مالک۔"

پھر اس نے پوچھا: "کیا ہمارے مالک بیروکس کا کچھ پتہ چلا؟"

دو کنیزیں بھی وہاں آ گئی تھیں۔

ناگ نے کہا:

"ابھی تک تو کچھ پتہ نہیں چلا لیکن مجھے اُمید ہے کہ شام تک وہ بیزور اپنے گھر واپس آ جائے گا۔"

ناگ آرام سے تخت پر بیٹھ گیا۔

ابھی کافی دن باقی تھا۔ نسواری سانپ ناگ دیوتا کے حکم سے وادی میں نیلے سانپ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ سانپ کو دوسرے سانپ کی بُو فوراً آ جاتی ہے۔ نسواری سانپ جب گہری کھڈ کے قریب پہنچا تو اسے کسی دوسرے سانپ کی فضا میں بُو محسوس ہوئی۔ نسواری سانپ اس بُو کے تعاقب میں رینگتا ہوا کھڈ میں اتر گیا۔ دوسری طرف غلام بیروکس کھڈ کے ایک سوراخ میں چھپا ہوا تھا۔ چونکہ وہ اصل میں سانپ نہیں بلکہ انسان تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس لیے اسے دوسرے سانپ کی بُو نہیں محسوس ہو سکتی تھی۔ وہ سانپ کی زبان ضرور سمجھ لیتا تھا اور اس کی زبان میں بات بھی کر سکتا تھا۔

نسواری سانپ رینگتا، سانپ کی بُو لیتا کھڈ والے بل کے پاس آ گیا۔ پتھروں کے درمیان اسے وہ سوراخ صاف نظر آ رہا تھا جس میں سے اسے سانپ کی بُو آ رہی تھی۔ ناگ دیوتا کا حکم تھا کہ اس سانپ کا کھوج لگایا جائے۔ نسواری سانپ اب یہ تسلی کرنا چاہتا تھا کہ سوراخ والا سانپ نیلا سانپ ہی ہے۔ چنانچہ اس نے باہر سے سانپ کی زبان میں آواز دی:

"میرے بھائی سانپ! میں دُور پہاڑی علاقے سے آیا ہوں۔ میری ناگن گم ہو گئی ہے۔ میں اس کی تلاش میں ہوں۔ کہیں تم نے میری ناگن کو تو نہیں دیکھا؟"

غلام ہیروکس نیلے سانپ کی شکل میں بل کے اندر خاموشی سے بیٹھا تھا۔ اس نے ایک اجنبی سانپ کی آواز سنی تو پہلے تو سوچا کہ کوئی جواب نہ دے۔ پھر خیال آیا کہ یہ سانپ چونکہ اس کی بُو سونگھ چکا ہے اور اسے معلوم ہے کہ میں بل کے اندر ہوں اس لیے اس سے پیچھا چھڑانے

کا یہی طریقہ ہے کہ باہر نکل کر اسے کہہ دیا جائے کہ میں نے تمہاری ناگن کو نہیں دیکھا۔ یہ سوچ کر غلام ہیروکس بل سے باہر نکل آیا۔ جونہی وہ باہر آیا نسواری سانپ نے دیکھا کہ یہی وہ نیلا سانپ ہے جس کی ناگ دیوتا کو تلاش ہے۔

نسواری سانپ نے پوچھا:

"بھائی! تم نے میری ناگن کو تو نہیں دیکھا؟"

چونکہ ناگ دیوتا نے نسواری سانپ کو صرف یہی حکم دیا تھا کہ وہ نیلے سانپ کا کھوج لگا کر اسے بتائے کہ وہ کہاں ہے اس لیے نسواری سانپ نیلے سانپ کو بالکل نہ بتایا کہ اسے ناگ دیوتا نے اس کے پاس بھیجا ہے۔ سانپ کبھی ضرورت سے زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش نہیں کیا کرتے اور اتنا ہی کام کرتے ہیں جو ناگ دیوتا اسے کہتا ہے۔ غلام ہیروکس یعنی نسواری سانپ نے کہا:

"بھائی! مجھے تمہاری ناگن کا کچھ علم نہیں ہے۔ برائے مہربانی مجھے آرام کرنے دو۔"

نسواری سانپ کو اب وہاں رُکنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس نے نیلے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور واپس چلا گیا۔ غلام ہیروکس اپنے بل میں جا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا وہ اس مصیبت سے کس طرح نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ شام کو جب اندھیرا ہو جائے گا تو وہ ایک بار پھر مکان پچھواڑے جھاڑیوں میں جا کر ناگ کا تعویذ تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

اس دوران نسواری سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو لیتا غلام ہیروکس کے مکان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ ناگ نے نسواری سانپ کی بُو محسوس کی تو اس خیال سے کہ سانپ کو دیکھ کر غلام اسے مارنے کو نہ دوڑیں وہ خود ہی مکان سے باہر آ گیا۔ درختوں کے پاس جا کر اس نے نسواری سانپ کو دیکھا جو اس کے سامنے آ کر رک گیا اور ادب سے بولا،

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے نیلے سانپ کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ یہاں سے تھوڑی دور ایک کھنڈر میں رہتا ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں اسے دبوچ کر آپ کے پاس لے آؤں؟"

ناگ نے کہا:

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے وہ جگہ بتا دو۔ میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔"

نسواری سانپ نے بڑے ادب سے کہا،

"عظیم ناگ دیوتا۔ اگر گستاخی نہ ہو تو کیا میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟"

ناگ نے اسے اجازت دی تو وہ بولا،

"عظیم ناگ دیوتا! وہ ایک عام نیلا سانپ ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ آپ اسے اپنی خدمت میں بلانے کی بجائے خود اس کے پاس جا رہے ہیں اسے تو آپ کی ایک آواز پر یہاں سر کے بل چل کر حاضر ہو جانا چاہیے تھا۔"

ناگ نے کہا:

"تم ٹھیک سوچتے ہو۔ مگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ سانپ نہیں بلکہ ایک انسان ہے جو طلسم کے اثر سے سانپ کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا انسانی ارادہ اسے میرے پاس آنے سے روک دیتا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ سانپ نہیں ہے۔"

یہ سُن کر نسواری سانپ کافی حیران ہوا۔ کہنے لگا،

"عظیم ناگ دیوتا! میں معافی چاہتا ہوں۔ میرا علم اتنا نہیں جتنا آپ کا علم ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری پھر ضرورت پڑی تو مجھے حکم کر دیجئے گا۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اس علاقے میں میرے سوا دوسرا کوئی سانپ آج کل نہیں ہے۔"

ناگ نے نسواری سانپ کو جانے کی اجازت دے دی۔ اس سے پہلے نسواری سانپ نے ناگ کو اس جگہ کے بارے میں پوری طرح سمجھا دیا جہاں نیلا سانپ چھپا ہوا تھا۔ نسواری سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اُڑتا ہوا اس کھڈ میں جا پہنچا جہاں ایک سوراخ میں نیلا سانپ یعنی غلام بیروکس چھپا ہوا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اگر وہ انسان کی شکل میں اس کے پاس گیا اور اسے پکڑنے کی کوشش کی تو وہ اتنی آسانی سے اس کے ہاتھ نہیں آئے گا اور فرار ہو جائے گا۔ بہتر یہی ہے کہ وہ کسی نیلی ناگن کا رُوپ بدل کر اس کے پاس جائے اور اسے بہلا پھسلا کر بِل سے باہر نکال کر اپنے جال میں اُلجھا لے۔

ناگ کھڈ میں اتر کر نیلے سانپ کے سوراخ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اور اس نے نیلی ناگن کی شکل اختیار کر لی۔ نیلی ناگن کی شکل میں آتے ہی ناگ نے ایک خاص قسم کی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ اس گانے کا نیلے سانپ

پر اثر ہونا شروع ہو گیا۔ اگرچہ وہ انسان تھا مگر آخر سانپ کے روپ میں تھا۔ اس پر نیلی ناگن کے گانے کا برابر اثر ہونے لگا تھا۔ ناگ نیلی ناگن کی شکل میں پھن اُٹھائے رقص بھی کر رہا تھا اور اپنی زبان میں گانا بھی گا رہا تھا۔ اس کے اثر سے مجبور ہو کر نیلا سانپ یعنی غلام بیروکس اپنے سوراخ میں سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بڑی ہی چمکیلی کھال والی نیلی ناگن جھاڑیوں کے پاس گھاس میں رقص کرتے ہوئے گا رہی ہے۔ دھوپ اس کے نیلے جسم پر چمک رہی ہے۔ ناگ نے نیلے سانپ کو باہر آتے دیکھا تو اپنی زبان میں کہا:

"میرے پیارے نیلے سانپ! میں تو ایک عرصے سے تمہاری تلاش میں تھی۔ دیوتاؤں نے مجھ پر رحم کیا اور آخر تم مجھے مل گئے۔ کیونکہ ایک نیلی ناگن ایک نیلے سانپ ہی سے شادی کر سکتی ہے۔"

غلام بیروکس پر سانپ کے اثرات کا زیادہ اثر تھا۔ اس نے سانپ ہی کی زبان میں کہا:

"میں تمہاری پیش کش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر میں تمہارے ساتھ بیاہ نہیں کر سکتا۔"

نیلی ناگن یعنی ناگ نے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے پیارے نیلے سانپ! آخر ایسی کون سی رکاوٹ تمہارے راستے میں ہے کہ تم مجھ سے شادی نہیں کر سکتے۔ کیا تمہاری شادی پہلے سے ہو چکی ہے؟"

نیلے سانپ کو ایک وجہ ہاتھ آ گئی تھی۔ اس نے کہا:

"تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ میری شادی ہو چکی ہے۔"

ناگ کوئی دوسری ترکیب سوچنے لگا۔ اس نے نیلی ناگن کی آواز میں کہا:

"میرے دوست نیلے سانپ! تمہیں شادی مبارک ہو۔ لیکن کیا تم مجھے اپنی بیگم نیلی ناگن سے نہیں ملاؤ گے۔ مجھے اس سے مل کر بڑی خوشی ہوگی۔"

غلام بیروکس نے سوچا کہ یہ نیلی ناگن تو پیچھے ہی پڑ گئی ہے۔ کیا کروں۔ تنگ آ کر بولا:

"میری بیوی نیلی ناگن اپنے ماں باپ کے گھر دوسری وادی میں گئی ہوئی ہے۔ میں یہاں اکیلا رہتا ہوں۔"

ناگ نے سوچا کہ اس وقت یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔ نیلے سانپ کو قابو میں کرنے کے لیے کوئی

دوسری ترکیب سوچنی ہوگی۔ چنانچہ نیلی ناگن نے نیلے سانپ کو سلام کیا اور گھاس میں رینگتی جھاڑیوں اور درختوں کی طرف چلی گئی۔ غلام بیروکس نے اطمینان کا سانس لیا اور واپس اپنے بل میں چلا گیا اور شام ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ناگ نے جھاڑیوں میں آتے ہی عقاب کی شکل اختیار کی اور اڑتا ہوا وہاں سے کچھ فاصلے پر دوسری وادی میں آ کر اتر پڑا اور انسانی شکل میں آتے ہی اس نے نسواری سانپ کو دوبارا آواز دی۔ نسواری سانپ اسی جگہ پر رہتا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آواز سنی تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اب ناگ نے نسواری سانپ سے کہا کہ وہ نیلے سانپ کو کسی چال سے اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کرے۔ ناگ بیروکس غلام یعنی نیلے سانپ کو خود بھی سوراخ میں ہاتھ ڈال کر پکڑ سکتا تھا لیکن اسے ایک خیال یہ بھی تھا کہ کہیں نیلا سانپ اس کے تعویذ کے اثر سے دوبارا کوئی دوسری شکل اختیار کر کے وہاں سے فرار نہ ہو جائے۔ اگرچہ اپنے بالوں کی راکھ والا تعویذ ناگ کی جیب ہی میں تھا۔ پھر بھی اسے خیال تھا کہ ہو سکتا ہے بیروکس غلام موقع پر کسی طلسم سے کام لے کر غائب ہو جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نسواری سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کا حکم میرا فرض ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر نسواری سانپ نے اپنا پھن اٹھا لیا اور نیلے سانپ کے سوراخ کے پاس جا کر اتنی زور سے پھنکار بل کے اندر ماری کہ اس کی گرمی سے نیلا سانپ باہر نکل آیا۔ نیلے سانپ اور ناگ کی آنکھیں چار ہوگئیں۔ ناگ کا خیال تھا کہ وہ کوئی دوسری شکل بدل لے گا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔

ناگ نے نسواری سانپ سے کہا:

"تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں خود اسے سنبھال لوں گا۔"

اور ناگ نے آگے بڑھ کر نیلے سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ ناگ کے قبضے میں آنے کے بعد ناگ نے نسواری سانپ کو وہاں سے رخصت کیا اور خود نیلے سانپ یعنی غلام بیروکس کو لے کر اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مکان کے قریب اس نے ایک درخت کے پاس آ کر نیلے سانپ سے کہا:

"تم مجھ سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتے۔ میں جانتا ہوں کہ تم سانپ نہیں بلکہ غلام بیروکس ہو۔"

نیلے سانپ نے سانپ ہی کی زبان میں کہا:

"ناگ! تم نے مجھے ٹھیک پہچانا۔ اب میری بپتا کو غور سے سنو۔"

اور اس کے بعد بیروکس غلام نے ہماری کہانی اسے سنا ڈالی اور آخر میں روتے ہوئے یعنی آنسوؤں بھری آواز میں کہا:

"ناگ دیوتا! میں تو ایک ایسی مصیبت میں پھنس گیا ہوں کہ جس سے مجھے تم ہی چھٹکارا دلا سکتے ہو۔ تمہارا تعویذ مجھ سے گم ہو گیا ہے اور جب تک وہ تعویذ نہیں ملتا میں دوبارہ انسانی شکل میں نہیں آتا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ اس شخص غلام بیروکس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے جیب سے تعویذ نکال کر اسے دکھایا اور کہا:

"یہ تعویذ میرے پاس موجود ہے۔"

نیلا سانپ خوش ہو کر بولا:

"خدا کا شکر ہے کہ یہ تعویذ مل گیا۔ اس میں تمہارے جلے ہوئے بالوں کی راکھ ہے۔ تمہیں یہ ضرور جھاڑیوں کے پاس ملا ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اگر میں اسے ہاتھ میں لے کر سامری کو بلاؤں تو کیا وہ میری بات مان لے گا؟"

نیلے سانپ نے کہا:

"کیوں نہیں۔ اس پر میرے عیار آقا یوراگی نے سامری کا طلسم کیا ہوا ہے۔ سامری اس طلسم کا پابند ہے۔ تم اس کو ہاتھ میں اٹھا کر سامری سے کہو کہ وہ مجھے پھر سے انسانی شکل دے دے۔"

ناگ نے اپنے ہی تعویذ کو ہاتھ میں لیا اور بولا:

"سامری! سامری! سامری! نیلے سانپ کو اس کی اصلی انسانی شکل دے دے۔"

یہ الفاظ ناگ کی زبان سے ادا ہوتے ہی تھے کہ نیلا سانپ ایک سیکنڈ میں واپس اپنی اصلی انسانی شکل میں آ گیا۔ ناگ کے سامنے اب غلام بیروکس موجود تھا۔ غلام بیروکس ناگ کے قدموں پر گر پڑا۔

ناگ نے اسے اٹھا کر کہا:

"تمہارا کوئی قصور نہیں۔ یہ ساری مصیبت تمہارے آقا عیار یوراگی کی لائی ہوئی تھی جو اپنے انجام کو پہنچا۔ چلو تمہارے گھر چل کر باتیں کرتے ہیں۔"

غلام بیروکس ناگ کو لے کر اپنے عالی شان مکان میں آ گیا۔ غلام اور کنیزیں اپنے آقا کو دیکھ بہت خوش ہوئیں۔ ناگ نے کہا:

"ہماری صلح ہو گئی ہے۔"

غلام بیروکس نے نوکروں کو کہا کہ اس کے دوست ناگ کے لیے اعلیٰ مشروب لائیں۔ دونوں تخت پر بیٹھ گئے۔ اب ناگ نے بیروکس سے تھیوسانگ اور کیبٹی کے بارے میں پوچھا۔ بیروکس نے کہا:

"ان کے بارے میں میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ یوراگی کے حکم سے انہیں بوریوں میں بند کر کے روم شہر کے باہر بہنے والے دریا میں پھینک دیا گیا تھا۔"

ناگ کچھ پریشان سا ہو گیا۔ پھر اس نے پوچھا:

"کیا ان پر بھی بے ہوشی کا اثر بارہ گھنٹے تک ہی رہتا تھا؟"

غلام بیروکس بولا:

"ہاں ناگ دیوتا! بارہ گھنٹے کے بعد انہیں بھی ہوش میں آ جاتا تھا۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بارہ گھنٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد عنبر ، تھیوسانگ اور کیپٹن ضرور دریا سے باہر نکل آئے ہوں گے ۔ کیونکہ ناگ کو معلوم تھا کہ عنبر ، تھیوسانگ اور کیپٹن دریا میں مر نہیں سکتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ اتنے دن ہو گئے ہیں وہ دریا سے نکل کر کہیں سے کہیں جا چکے ہوں گے ۔

غلام بیروکس نے کہا :

"ناگ دیوتا ! آپ کے دوست ضرور کسی دوسرے ملک میں جا چکے ہوں گے ۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ آسانی سے دریا میں ڈوب نہیں سکتے تھے ۔"

ناگ بولا : "یہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ وہ کہاں ہوں گے ۔"

بیروکس غلام نے کہا :

"کیوں نہ ہم سامری سے اس بارے میں مشورہ لیں ؟"

ناگ نے حیرانی سے بیروکس کی طرف دیکھا ۔

"سامری ہماری کیا مدد کرے گا ؟"

بیروکس بولا : "آپ کے بالوں کے تعویذ سے ہم بہت سے کام لے سکتے ہیں ۔ اس پر سامری کا طلسم کیا گیا ہے اور سامری اپنے طلسم کا پابند ہے ۔ ہم

اس سے جو پوچھیں گے وہ اس کا جواب دے گا ۔"

ناگ نے تعویذ نکال کر اسے دیا اور کہا :

"تم ہی سامری سے پوچھو ۔"

غلام بیروکس نے کہا :

"ہمیں یہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کے اندر چلے جانا چاہیے ۔"

اور غلام بیروکس ناگ کو لے کر اپنے کمرے میں آ گیا ۔ اندر آ کر غلام بیروکس نے دروازہ بند کر دیا اور تعویذ کو اپنے ہاتھ میں اوپر اٹھا کر بولا :

"سامری ! سامری ! سامری ! ہمیں بتا کہ تھیوسانگ کیپٹن اور عنبر کہاں ہیں ۔"

ایک دم سے ایک روشنی کا زبردست جھماکا ہوا ۔ سارا کمرہ روشن ہو گیا ۔ اس کے ساتھ ہی بیروکس کے ہاتھ سے تعویذ غائب ہو گیا ۔ بیروکس تو ڈر کے مارے کانپنے لگا ۔

ناگ نے کہا :

"سامری نے تعویذ کو غائب کر دیا ہے بیروکس ؟"

غلام بیروکس بولا :

"ہاں ناگ دیوتا !"

اتنے میں انہیں ایک آواز سنائی دی :

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے اپنے منتروں کو تعویذ کی شکل میں واپس لے لیا ہے۔ اب تم کبھی مجھ سے بات نہ کر سکو گے۔"

اور پھر کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔

ہیروکس نے کہا:

"ناگ دیوتا۔ معلوم ہوتا ہے سامری تمہاری وجہ سے ناراض ہو گیا ہے۔ اسے شاید تمہاری طاقت سے دشمنی ہے۔ وہ تمہیں نقصان تو نہیں پہنچا سکتا مگر اس نے تمہارے تعویذ کو واپس لے لیا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب مجھے اپنی کوشش سے ہی اپنے دوستوں تھیوسانگ عنبر اور ماریا کیتھ کا کھوج لگانا ہو گا۔"

ناگ اور ہیروکس کمرے سے باہر آ کر تخت پر بیٹھ گئے۔

جب رات ہو گئی تو غلام ہیروکس نے کمرے میں آگ روشن کروا دی۔ کیونکہ وہاں بڑی سخت سردی ہو گئی تھی۔

ناگ نے کہا:

"میں صبح تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے اپنے دوستوں کی تلاش میں جانا ہے۔"

ہیروکس کہنے لگا:

"عظیم ناگ! تم سے مجھے بے حد عقیدت ہو گئی ہے مگر میں تمہیں روک بھی نہیں سکتا کیوں کہ یہ تمہارے دوستوں کا معاملہ ہے جو تم سے جدا ہو گئے ہیں، لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس طرف ان میں سے کوئی آ گیا تو میں انہیں تمہارے بارے میں ضرور بتا دوں گا کہ تم میرے مہمان رہے تھے۔ لیکن مجھے اتنا بتا دو کہ تم ان پہاڑوں میں کس طرف جاؤ گے؟"

ناگ بولا: "شمال کی طرف جانے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ ادھر برف ہی برف ہے۔ زیادہ آبادی نہیں ہے۔"

غلام ہیروکس نے کہا:

"اوپر تبت کا ملک ہے۔ کیا تم تبت جا کر اپنے دوستوں کا کھوج نہیں لگاؤ گے؟"

ناگ بولا: "میں ہندوستان کے جنوب کی طرف جانا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتا ہوں۔ کیونکہ جنوب میں موسم گرم ہوتا ہے اور وہاں کئی شہر آباد ہیں۔ ممکن ہے مجھے ہیتھوساگ، عنبر اور کیمٹی ماریا وہاں کسی شہر میں مل جائیں۔

غلام بیردکس کہنے لگا:

"جیسے تمہاری مرضی ناگ دیوتا۔ بہرحال اگر میرے پاس تمہارے دوستوں میں سے کوئی آیا تو میں انہیں بتا دوں گا کہ تم جنوب کی طرف گئے ہو۔"

ناگ نے رات اسی مکان پر بسر کی۔ صبح ہوئی تو اس نے غلام بیردکس کو خدا حافظ کہا اور مکان سے نکل کر جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ دور جنگل میں چلنے کے بعد ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں بلند ہو کر جنوب کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ چونکہ کوہ ہمالیہ سے جنوبی ہندوستان کا علاقہ بہت ہی زیادہ فاصلے پر تھا اس لیے ناگ آہستہ آہستہ اڑ رہا تھا اور فضا سونگھتا بھی جا رہا تھا کہ شاید کہیں سے اسے عنبر ماریا کیٹی یا ہیتھوساگ کی خوشبو آ جائے مگر ابھی تک اسے ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آئی تھی۔

دوسری جانب کیٹی بھی ایک اڑن مکڑی کی شکل میں فضا میں پرواز کرتی ہندوستان کے ساحل پر پہنچ گئی تھی اس کی

رفتار بہت تیز تھی۔ اور وہ جلدی ہندوستان کی ایک ساحلی بندرگاہ پر پہنچ گئی تھی۔ یہ کالی کٹ کی پرانی بندرگاہ تھی۔ جہاں قدیم زمانے میں یورپ اور روم سے تجارتی جہاز آیا کرتے تھے۔

کیٹی مکڑی کی شکل میں تھی۔ وہ فضا ہی میں اڑتی رہی اور اس نے چھوٹے سے شہر کا ایک چکر لگایا۔ اسے بہت کم نیچے چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ ایک جگہ اس نے کچھ جھونپڑیاں بنی ہوئی دیکھیں اور وہ وہاں نیچے اتر آئی۔ ان جھونپڑیوں میں کچھ سپیرے اور تماشہ دکھانے والے رہتے تھے۔ اتفاق سے ایک بازی گر نے ایک سیاہ کالی چھوٹی مکڑی کو اڑتے اڑتے نیچے آتا دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے آج تک کسی مکڑی کو ہوا میں اڑتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ بازی گر تھا اور اب بندروں کا تماشہ دکھا کر بسر اوقات کرتا تھا کیونکہ اب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور بازی گری نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ اس مکڑی کو پکڑ کر اپنے قابو میں کرے تو تماشہ دکھا کر بہت پیسے جمع کر سکتا ہے۔ جس جگہ کیٹی مکڑی اتری تھی وہاں اونچی اونچی گھاس تھی۔ بازی گر نے جیب سے باریک رسی نکال کر پکڑ لی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھک کر چلتا ہوا گھاس کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ چند قدموں کے فاصلے پر کالی مکڑی گھاس میں چلی جا رہی تھی۔ بازی گر نے لپک کر اس کے اوپر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اسے انگلیوں سے پکڑ کر اٹھا لیا۔

مکڑی نے اپنے آپ کو ایک ادھیڑ عمر بازی گر کے قبضے میں دیکھا تو زور زور سے اپنی ٹانگیں ہلانے لگی۔ مگر بازی گر نے فوراً ہی اس کی گردن میں مضبوط دھاگے ایسی ریشمی ڈوری باندھ کر اسے چھوٹے سے بانس کے پنجرے میں بند کیا اور اپنی جھونپڑی میں لے جا کر رکھ دیا۔ اس کا ذکر اس نے اپنے کسی بازی گر یا پیارے ساتھی سے نہ کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کسی کو پتہ چل گیا تو وہ اس سے یہ قیمتی اڑن مکڑی چھین لیں گے۔ بازی گر نے راتوں رات جھونپڑی سے کوچ کیا اور ایک بیل گاڑی میں سوار ہو کر وسطی ہندوستان کے علاقے ورنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ وہی علاقہ تھا جس طرف بچھو لڑکی عقربہ تھیوسانگ اور عنبر کو ساتھ لے کر چلی آ رہی تھی۔ ان لوگوں کا جہاز ہندوستان پہنچ گیا تھا اور وہ ایک قافلے میں شامل ہو کر ورنگل کی طرف آ رہے تھے۔ بچھو لڑکی عقربہ کو تمام راستے میں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ تھیوسانگ اور عنبر میں سے چیزوں کو چھوٹا کرنے

کا راز کس کے پاس ہے۔ عقربہ خود کوئی ایسی بات کر کے عنبر اور تھیوسانگ کو شک میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ ورنگل پہنچنے کے بعد اس نے کوئی ڈراما کھیلنے کا منصوبہ تیار کیا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ورنگل میں اس کا کوئی بھی گھر نہیں ہے۔ ورنگل پہنچ کر تھیوسانگ اور عنبر نے عقربہ سے پوچھا کہ یہاں اس کا مکان کہاں ہے تا کہ وہ اسے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچا کر اس انسانی فرض سے فارغ ہوں۔ عقربہ تو جانتی تھی کہ اس شہر میں اس کے ماں باپ کا کوئی گھر نہیں ہے۔ وہ انہیں شہر سے باہر ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں لے گئی۔ یہاں ایک ٹوٹا پھوٹا مکان ویران اور خالی پڑا تھا۔ عقربہ نے مکاری سے کام لیتے ہوئے رونا شروع کر دیا۔

تھیوسانگ نے پوچھا:

"تم روتی کیوں ہو بہن؟ کیا بات ہے؟"

عنبر بھی پریشان ہو گیا۔ عقربہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"یہی گھر ہمارا ہے۔ دشمنوں نے اسے برباد کر دیا میرے ماں باپ خدا جانے کہاں چلے گئے ہیں۔ اب میں کہاں جاؤں گی۔ کیا کروں؟"

اور عقربہ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ اور عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اسے حوصلہ دیا اور پوچھا کہ یہاں ورنگل شہر میں اگر اس کے کوئی رشتے دار ہوں تو بتائے وہ اسے اُن کے پاس جا کر چھوڑ آئیں گے۔

عقربہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

"ہمارا اس شہر میں کوئی رشتے دار نہیں ہے، میں اس دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ بھگوان کے لیے مجھے اکیلی چھوڑ کر نہ جائیں نہیں تو میرے دشمن مجھے بھی اٹھا کر لے جائیں گے۔"

عنبر اور مختیوسانگ عجیب مشکل میں پھنس گئے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ عقربہ کو ابھی اپنے پاس ہی رکھا جائے اور ناگ اور کیپٹی ماریا کو ورنگل شہر اور اس کے ارد گرد کے پہاڑی علاقے میں تلاش کیا جائے۔ اس کے بعد سوچا جائیگا کہ عقربہ کو کس کے حوالے کیا جائے۔

عقربہ دل میں بڑی خوش ہوئی کہ اس کی چال کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ یہی چاہتی تھی۔ اس نے اور عنبر مختیوسانگ نے مل کر مکان کو تھوڑا بہت ٹھیک کیا۔ ایک کمرے کو صاف کر کے وہاں عقربہ کے لیے گھاس پھوس کا بستر بچھا دیا۔ پھر وہ شہر سے اس کے لیے چارپائی بستر اور کچھ برتن وغیرہ خرید کر لے آئے۔ کھانے پینے کا سامان بھی انہوں نے ساتھ

ہی خرید لیا اور عقربہ کے رہنے کے لیے وہاں ساری سہولتیں مہیا کر دیں۔ اس عرصے میں مختیوسانگ اور عنبر نے ورنگل شہر میں گھوم پھر کر ناگ ماریا اور کیپٹی کی تلاش بھی جاری رکھی۔ ورنگل شہر ہندوستان کے بالکل درمیان میں تھا۔ اس کے ارد گرد اونچی نیچی پہاڑیاں اور گھنے جنگل اور پرانے راجاؤں کے کھنڈر اور کھنڈ نالے تھے۔ اس شہر میں کسی جانب سے بھی انہیں ناگ ماریا یا کیپٹی کی خوشبو نہیں آئی۔ پھر بھی انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنے دوستوں کی تلاش جاری رکھی۔ اس دوران عقربہ موقع کی تلاش میں رہی۔ ورنگل شہر کے باہر ایک پہاڑ تھا جس کے اندر غار میں بنا کر قدیم زمانے کے سنگ تراشوں نے دیوی دیوتاؤں دیوداسیوں اور ناچنے والیوں کی مورتیاں بنائی ہوئی تھیں۔ عقربہ کو ان مورتیوں والے غاروں کا علم تھا۔ ایک روز مختیوسانگ اور ناگ مورتیوں والے غاروں میں سے ایک غار کی سیر کر رہے تھے۔ عقربہ بھی ان کے ساتھ تھی اور سوچ رہی تھی کہ یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ چیزوں اور جانداروں کو چھوٹا کرنے کا طلسم کس کے پاس ہے کہ اتفاق سے اسے یہ موقع اپنے آپ ہی مل گیا۔ وہ غار میں پھرتے پھراتے، مورتیوں کو دیکھتے ایک موڑ گھومنے لگے تو انہیں زبردست آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت بڑے اژدہا نے پھنکار ماری ہو۔ عنبر مختیوسانگ اور عقربہ وہیں رُک گئے۔ پھر اچانک سامنے سے ایک بہت بڑی، ہاتھی سے بھی بڑی سیاہ رنگ کی لال لال آنکھوں والی چھپکلی نکل کر سامنے آ گئی۔ عقربہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اس چھپکلی کو اپنے جادو سے چھوٹا کر دے گا۔ چنانچہ عقربہ نے ان کو موقع دینے کے لیے ایک بناوٹی چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ مختیوسانگ اور عنبر نے عقربہ کو اٹھا کر پیچھے کر دیا۔

عنبر نے کہا:

"میں اس چھپکلی کی گردن مروڑتا ہوں۔"

مختیوسانگ نے چلّا کر کہا:

"نہیں نہیں عنبر! تم آگے مت جانا۔ اسے میں سنبھال لوں گا۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔"

بچھو لڑکی عقربہ تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولے مختیوسانگ کو دیکھ رہی تھی۔ مختیوسانگ چھپکلی کی طرف بڑھا۔ ہاتھی سے بھی بڑی چھپکلی نے اپنی دم پیچھے سے اٹھا کر گھمائی اور جہاں مختیوسانگ کھڑا تھا وہاں زور سے ماری مختیوسانگ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ساتھ ہی اس نے اچک کر چھپکلی کی دم پر چھلانگ لگا دی اور اس کی دم کو اپنی انگلی سے چھو دیا۔ اس کی انگلی کے چھوتے ہی ہاتھی سے بڑی چھپکلی ایک ننھی سی چوہیا سے بھی چھوٹی بن گئی اور ادھر اُدھر پھدکنے لگی۔ مختیوسانگ نے اسے اٹھا کر دوسری طرف پھینک دیا۔

بچھو لڑکی عقربہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران سی ہوئی۔ اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ مختیوسانگ ہی وہ آدمی ہے جس کے پاس چیزوں اور جانداروں کو چھوٹا بنا دینے کا طلسم ہے۔ چھپکلی سے نجات پانے کے بعد عنبر اور مختیوسانگ بے ہوش عقربہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اسے باہر لے چلتے ہیں۔" عنبر نے کہا۔

انہوں نے جھوٹ موٹ بے ہوش عقربہ کو اٹھایا اور غار سے باہر لے آئے۔ باہر کھلی ہوا میں آتے ہی بچھو لڑکی نے آنکھیں کھول دیں اور بولی:

"وہ۔ وہ بلا کیا تھی؟"

مختیوسانگ نے مسکرا کر کہا:

"وہ ایک پرانے زمانے کی چھپکلی تھی جو بڑی زہریلی ہوتی ہیں ہم نے اسے بھگا دیا تھا۔ اب تم ٹھیک ہو جاؤ۔"

بچھو لڑکی عقربہ کو کیلے کے پتے کا ڈونا بنا کر اس میں پانی لا کر پلایا۔ عقربہ تو پہلے ہی ہوش میں تھی۔ اوپر سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے آنکھیں جھپکا کر یوں ظاہر کیا جیسے ابھی ابھی ہوش میں آئی ہو۔ اس نے کہا:

"عنبر، مختیوسانگ بھیا میں اب یہاں نہیں رہوں گی مجھے مکان پر لے چلو۔ میرا دل اب بھی ڈر رہا ہے۔"

مختیوسانگ اور عنبر اسے اطمینان دلاتے ہوئے واپس مکان پر لے گئے اور اسے اس کے کمرے میں لٹا دیا۔ عنبر نے گرم گرم دودھ پیالے میں ڈال کر عقربہ کو پلایا چولہے میں آگ ابھی تک جل رہی تھی۔ عقربہ دودھ پی کر آرام سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی:

"اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اتنی ڈراؤنی چھپکلی کو دیکھ کر تو میری جان ہی نکل گئی مختیوسانگ بھیا تم لوگ اب اس غار میں ہرگز نہ جانا مجھے تم دونوں کی زندگیوں کا اپنے سے بڑھ کر خیال ہے اب اس دنیا میں تمہارے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔"

عنبر اور مختیوسانگ نے عقربہ کو اطمینان دلایا کہ خدا کے فضل سے انہیں کچھ نہیں ہو گا۔ اس کے بعد وہ عقربہ کو آرام کرنے کا مشورہ دے کر مکان سے باہر چلے گئے۔

عنبر نے کہا:

"مختیوسانگ! اب ہم زیادہ وقت اس لڑکی کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ہمیں اسے کسی محفوظ جگہ پر پہنچا کر ماریا ناگ اور کیپٹن کی تلاش میں کسی دوسرے شہر کی طرف جانا ہو گا۔"

مختیوسانگ نے کہا:

"میں خود یہی سوچ رہا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ عقربہ کو ہم کہاں چھوڑیں۔ اس کی حفاظت بھی تو ہمارا فرض ہے۔ اکیلی لڑکی کو ہم یونہی بے یار و مددگار چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتے۔"

عنبر کہنے لگا:

"میرا خیال ہے کہ ہم شہر چل کر کسی نیک دل غریب عورت کو تلاش کرتے ہیں جس کے پاس ہم عقربہ کو چھوڑ جائیں گے۔"

مختیوسانگ بولا: "ایسی عورت ہمیں کہاں ملے گی۔ ہر عورت اس کو رکھنے کا خرچہ مانگے گی۔ اگر ہم اسے سونے کے سکے دے بھی گئے تو جب سکے ختم ہو جائیں گے تو وہ عقربہ کو گھر سے نکال باہر کرے گی۔"

دیر تک وہ یہی باتیں کرتے رہے۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا:

"شہر چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی سبب بن جائے۔"

انہوں نے عقربہ سے کہا کہ وہ شہر جا رہے ہیں تھوڑی دیر میں واپس آ جائیں گے اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ صرف ایک پہاڑی بیچ میں تھی۔ پہاڑی کی دوسری جانب ورنگل کا قدیم شہر آباد تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر جب وہاں سے چلے گئے تو بچھو لڑکی عقربہ جلدی سے چارپائی پر سے اٹھی۔ صحن کے دروازے میں آ کر اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ اور عنبر دور جا چکے تھے۔ عقربہ فوراً چولہے کے پاس آ گئی۔ چولہے میں آگ جل چکی تھی۔ مگر راکھ ابھی تک گرم تھی۔ عقربہ نے راکھ پر پانی ڈال دیا۔ جب راکھ ٹھنڈی ہو گئی تو عقربہ سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور اس نے خاص قسم کے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد ٹھنڈی راکھ میں سے اس کے شیطانی دیوتا استاپا کا ڈراؤنا سر ابھرنا شروع ہو گیا۔ پھر اس کا دہشت ناک چہرہ راکھ سے باہر نکل آیا۔

عقربہ نے کہا:

"میرے گورو استاپا! میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ

جانداروں کو چھوٹا کرنے کا طلسم تھیوسانگ کے پاس ہے۔ مگر مجھے یقین نہیں کہ وہ مجھے کبھی اپنا یہ قیمتی راز بتائے گا۔ تمہارا کیا حکم ہے؟"

راکھ والے ڈراؤنے چہرے کے لٹکتے ہونٹ ذرا سے ہلے اور اس کے حلق سے گھڑگھڑاتی آواز آئی:

"وقت ضائع مت کرو۔ تھیوسانگ کو بچھو بنا کر میرے پاس ویران مینار میں لے آؤ۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔"

عقربہ نے کہا:

"ایسا ہی ہو گا میرے گورو استاپا!"

اس کے ساتھ ہی استاپا کا مکروہ چہرہ ٹھنڈی راکھ میں غائب ہو گیا۔ عقربہ اٹھ کر واپس اپنے کمرے میں جا کر چارپائی پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ تھیوسانگ کو کس جگہ بچھو بنا کر یہاں سے لے اڑے۔ اس کے لیے اسے باقاعدہ ایک سکیم تیار کرنی تھی۔

دوسری طرف تھیوسانگ اور عنبر ورنگل شہر میں کسی ایسی نیک دل بوڑھی عورت کی تلاش میں چل پھر رہے تھے کہ جو جوان لڑکی عقربہ کی حفاظت کی ذمے داری لینے پر تیار ہو کر انہیں ایک جگہ بازار میں لوگوں کی بھیڑ نظر آئی۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بازی گر بیٹھا تماشہ دکھا رہا ہے۔ اس نے ایک کالی مکڑی کو ڈوری سے باندھ رکھا ہے اور وہ کالی مکڑی ہوا میں اڑتے ہوئے گول چکر لگا رہی ہے۔ یہ کالی مکڑی کیٹی تھی۔ کیٹی نے عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو محسوس کر لی تھی پھر اسے لوگوں میں تھیوسانگ اور عنبر کے چہرے دکھائی دیئے تو کیٹی مکڑی کی شکل میں ان کی طرف اڑنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر چونکہ وہ ڈوری سے بندھی ہوئی تھی اس لیے ان کے پاس نہ جا سکتی تھی۔ بازی گر اسے پیچھے سے کھینچ لیتا تھا۔ کیٹی کی خوشبو عنبر تھیوسانگ کو محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ کیٹی مکڑی کی زبان میں چیخ چیخ کر تھیوسانگ اور عنبر کو آوازیں دے رہی تھی مگر یہ آواز مکڑی کی باریک سیٹی کی آواز جیسی تھی۔ جو صرف بازی گر کو ہی سنائی دیتی تھی۔ لوگ اڑنے والی مکڑی کا تماشہ دیکھ کر تالیاں بجا رہے تھے۔ بازی گر نے محسوس کیا کہ مکڑی ایک خاص سمت کو اُڑ کر جانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر اس نے اسے زیادہ اہمیت نہ دی۔ اس کا عام ذہن زیادہ غور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اچانک کیٹی مکڑی نے اتنی زور کا جھٹکا دیا کہ بازی گر کے ہاتھ سے ڈوری نکل گئی اور مکڑی تھیوسانگ

کے کاندھے سے آ کر چمٹ گئی۔ تھیوسانگ نے ہاتھ مار کر اسے ہٹایا تو مکڑی عنبر کے کاندھے سے جا کر چمٹ گئی اور زور زور سے کہنے لگی:

"عنبر! میں کیٹی ہوں۔ میں کیٹی ہوں۔ میں کیٹی ہوں۔"

مگر اس کی آواز انسانی نہیں تھی۔ بس ایک باریک سی سیٹی کی آواز عنبر اور تھیوسانگ کو سنائی دے رہی تھی۔ عنبر نے جلدی سے مکڑی کو پرے جھٹک دیا۔ اتنی دیر میں بازی گر فوراً وہاں آ گیا۔ اور اس نے مکڑی کو پکڑ کر واپس بانس کے چھوٹے سے پنجرے میں بند کرتے ہوئے کہا:

"بھائیو! آج کا تماشہ ختم ہوتا ہے۔"

بازی گر کو خطرہ تھا کہ کہیں اڑنے والی مکڑی اس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ لوگوں نے خوش ہو کر بازی گر کو تانبے کے کتنے ہی سکے دیئے۔ بازی گر ان کو سمیٹ کر ایک طرف چل دیا۔ عنبر اور تھیوسانگ کو ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہ آیا کہ یہ مکڑی کیٹی بھی ہو سکتی ہے وہ بھی شہر کی دوسری سڑک پر آ گئے۔ بازی گر کے پنجرے میں بند کیٹی مکڑی کو عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ یہ خوشبو اسے ہلکی ہلکی صبح کے وقت بھی آئی تھی اور وہ یہ سوچ کر خوش ہو گئی تھی کہ عنبر اور تھیوسانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی شہر میں ہیں۔ اب اس نے ان دونوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو ان کے پاس جانے کے لیے بے چین ہو گئی وہ پنجرے سے باہر آنے کے بارے میں غور کرنے لگی۔ وہ کسی طرح وہاں سے رفو چکر ہو کر مھتیوسانگ اور عنبر کے پاس جانا چاہتی تھی۔ اچانک اسے ایک خیال سوجھا۔ کیٹی مکڑی نے پنجرے میں زور زور سے اڑنا شروع کر دیا جیسے کوئی پرندہ پنجرے میں پھڑپھڑاتا ہے۔ بازی گر نے دیکھا تو ایک درخت کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مکڑی کو کیا ہو گیا ہے۔ کیٹی مکڑی پنجرے میں اِدھر اُدھر اڑتے ہوئے ٹکرا رہی تھی۔ یہ سوچ کر کہ کہیں مکڑی مر نہ جائے بازی گر نے پنجرے کا منہ کھول کر اپنا ہاتھ اندر ڈالا کہ مکڑی کو پکڑے کہ کیٹی مکڑی کو موقع مل گیا۔ وہ پنجرے میں سے نکل کر باہر اُڑ گئی۔

بازی گر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ کیونکہ مکڑی اس کی آنکھوں کے سامنے اُڑ کر فضا میں غائب ہو گئی تھی۔ کیٹی مکڑی مھتیوسانگ اور عنبر کی خوشبو لیتی فضا میں اڑتی جا رہی تھی۔ وہ شہر کے بازاروں کے اوپر آ گئی۔ پھر اسے مھتیوسانگ اور عنبر دکھائی دیئے۔ وہ ایک مکان کے باہر کھڑے کسی عورت سے باتیں کر رہے تھے۔

عورت کہہ رہی تھی:

"بیٹا! میں بیوہ عورت ہوں۔ تم اپنی بہن کو جب تک چاہو، میرے پاس چھوڑ سکتے ہو۔ جو روکھی سوکھی میں محنت مزدوری کر کے کماتی ہوں وہ بھی میرے ساتھ کھا لیا کرے گی۔"

عنبر کہنے لگا:

"اماں! ہم تمہیں سونے کے اتنے سکے دے جائیں گے جو تم دونوں کے لیے پندرہ سال کے لیے کافی ہوں گے اگر ہم نہ آئے تو اس کی کہیں شادی کر دینا۔"

عورت راضی ہو گئی۔

مھتیوسانگ بولا: "اچھا اماں! ہم شام کو اپنی بہن کو لے کر تمہارے پاس آئیں گے۔"

"اچھا بیٹا۔ میں گھر پر ہی ہوں گی۔"

یہ کہہ کر عورت اپنے مکان کے اندر چلی گئی۔ عنبر اور مھتیوسانگ واپس اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ کیٹی مکڑی ان کے اوپر اڑ رہی تھی۔ جب مھتیوسانگ اور عنبر شہر سے کچھ دور نکل آئے تو کیٹی مکڑی کی شکل میں نیچے اتر کر ان کے سروں کے گرد چکر لگانے لگی۔

عنبر رُک گیا۔ اس نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تھیوسانگ! یہ وہی مکڑی ہے جو بازی گر کے ہاتھ سے نکل کر ہمارے پاس آ گئی تھی۔"

تھیوسانگ بھی رک کر مکڑی کو اپنے ارد گرد اڑتے ہوئے دیکھنے لگا:

"عنبر: ہاں یہ وہی مکڑی ہے۔ مجھے دال میں کچھ کالا کالا لگتا ہے۔ یہ مکڑی ضرور کسی خاص وجہ سے بازی گر کے پنجرے سے فرار ہو کر ہمارے پاس آئی ہے۔"

عنبر بولا: "تھیوسانگ! کہیں یہ ماریا ناگ یا کیٹی نہ ہو۔"

کیٹی مکڑی نے چیخ کر کہا:

"عنبر بھائی کیٹی ہوں۔ میں کیٹی ہوں۔"

مگر اس کی باریک سیٹی ایسی آواز کو عنبر نہ سمجھ سکا۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا:

"دیکھو! اس کے منہ سے بار بار سیٹی ایسی آواز نکل رہی ہے۔ لگتا ہے یہ ہمیں کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تھیوسانگ! میرا دل کہتا ہے کہ یہ ناگ کیٹی اور ماریا میں سے کوئی ایک ہے۔ اسے ہم اپنے

پاس رکھیں گے۔"

یہ سن کر کیٹی مکڑی بڑی خوش ہوئی اور فوراً عنبر کے کاندھے پر آ کر بیٹھ گئی۔

عنبر بے اختیار بولا:

"معلوم ہوتا ہے کہ اس نے میرا یہ فقرہ سن لیا ہے۔ فقرہ سنتے ہی یہ میرے کاندھے پر آ کر بیٹھ گئی ہے۔ تھیوسانگ! یقین کرو یہ یا تو ناگ ہے۔ یا ماریا اور یا کیٹی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اسے ہم اپنے پاس رکھیں گے۔"

عنبر نے کیٹی مکڑی کو کاندھے پر سے اٹھا کر آنکھوں کے پاس لا کر غور سے دیکھا۔ تھیوسانگ بھی اسے غور سے تکنے لگا۔

عنبر نے کہا:

"مجھے اس مکڑی کی آنکھوں میں کیٹی کی نیلی آنکھوں کی چمک نظر آ رہی ہے۔ تھیوسانگ! یہ یقیناً کیٹی ہے۔"

کیٹی مکڑی بہت خوش ہوئی کہ اگرچہ وہ ان کے سامنے انسانی شکل میں نہیں آ سکی لیکن خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے اسے کسی حد تک پہچان تو لیا اور اپنے پاس رکھنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بچھو کی شکل میں دکھائی دی۔ اس نے چلا کر عنبر بھتیوسانگ کو کہا:

"اس سے بچو۔ اس کے ساتھ کہیں مت جانا۔ یہ لڑکی نہیں بچھو ہے۔ یہ بچھو ہے۔"

عنبر کو مکڑی کی باریک سی سیٹی سنائی دی۔ تو اس نے جیب کی طرف دیکھا۔ مکڑی باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہ مکڑی عقربہ کو نہیں دکھانا چاہتے تھے۔ عنبر نے جلدی سے کیٹی مکڑی کو ہاتھ سے جیب کے اندر کر دیا۔ کیٹی مکڑی بار بار جیب کے کنارے سے سر نکال کر چیخ کر کہتی:

"عنبر بھتیوسانگ! اس لڑکی سے خبردار رہو۔ یہ کوئی جادوگنی ہے۔ یہ تمہارے ساتھ کیوں رہتی ہے۔ یہ انسان نہیں بلکہ بچھو ہے۔"

مگر عنبر اور بھتیوسانگ تو کیٹی مکڑی کی آواز کا مطلب سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ عنبر نے اب اپنا ہاتھ جیب میں ڈال لیا تاکہ وہ مکڑی کو باہر آنے سے روک سکے کیونکہ بچھو لڑکی عقربہ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔

عقربہ نے کہا:

"بھتیوسانگ بھائی! میرے ساتھ جنگل چلو نا۔ کھانا پکانے میں دیر ہو جائے گی۔ میں آج تمہیں اور عنبر بھائی کو ایسی ناشپاتیاں بنا کر کھلاؤں گی کہ تم خوش ہو

کا فیصلہ کیا۔ عنبر نے مکڑی کو اپنی قمیص کی جیب میں رکھا اور وہ اپنے مکان کی طرف آ گئے۔ بچھو لڑکی عقربہ بڑی شدت سے ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے بھتیوسانگ سے کہا:

"آج جی چاہتا ہے کہ جنگلی ناشپاتیاں پکائی جائیں۔ چلو بھتیوسانگ ہم جنگل میں جا کر ناشپاتیاں لے آئیں۔"

بھتیوسانگ اور عنبر صحن میں بچھے ہوئے لکڑی کے تخت پر بیٹھ گئے۔

عنبر نے کہا:

"میرا تو آج ساگ کھانے کو جی چاہتا ہے۔"

بھتیوسانگ بولا: "میں دال پکانا چاہتا ہوں۔"

عقربہ نے مکر سے کام لیتے ہوئے ناراض ہو کر کہا:

"چلو میں تم سے نہیں بولتی۔ تم کیسے بھائی ہو کہ اپنی بہن کی خواہش پوری نہیں کر سکتے۔ میرا تو جنگلی ناشپاتیوں کو جی چاہتا ہے۔"

بھتیوسانگ مسکرا کر بولا:

"اچھا بابا! تم ناشپاتیاں ہی پکا لینا۔ میں ابھی تمہارے ساتھ جنگل کو جاتا ہوں۔"

کیٹی مکڑی عنبر کی جیب سے ذرا سا سر باہر نکال کر باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہ عقربہ لڑکی پر پڑی تو وہ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاؤ گے"

ٹھیوسانگ نے تخت پر سے اٹھتے ہوئے کہا:

عنبر نے کہا:

"ایک تھیلا اپنے ساتھ لے لو۔"

ٹیپی مکڑی نے یہ سنا تو جیب کے اندر تلملا کر رہ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ بچھو لڑکی کسی خاص مقصد کے لیے ٹھیوسانگ کو پھسلا کر جنگل کی طرف لے جا رہی ہے۔ وہ جیب سے باہر آنے کی کوشش کرنے لگی۔ عنبر نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے مکڑی کو پکڑے رکھا۔ دوسری طرف ٹھیوسانگ بچھو لڑکی کے ساتھ تھیلا لے کر جنگل کی طرف چل دیا۔ جنگل میں ایک جگہ درختوں پر جنگلی ناشپاتیاں لگی ہوئی تھیں۔ ٹھیوسانگ انہیں توڑ توڑ کر تھیلے میں ڈالنے لگا۔ بچھو لڑکی عقربہ کے لیے یہ بڑا اچھا موقع تھا۔ اس نے زمین پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اپنی مٹھی میں پکڑ لی اور منہ ہی منہ میں اس پر ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور ٹھیوسانگ کے پیچھے آ گئی۔ ٹھیوسانگ کو احساس ہوا کہ عقربہ اس کے بالکل پیچھے کھڑی ہے۔ یہ سوچ کر اسے تشویش سی ہوئی کہ عقربہ کو اتنا پیچھے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ جونہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، عقربہ نے ایک چیخ مار کر پڑھی ہوئی مٹی ٹھیوسانگ کے چہرے پر پھینک دی۔

ٹھیوسانگ کو ایسے لگا جیسے اس کی آنکھوں کے آگے ایک بادل سا آ گیا ہے۔ اس نے بادل میں سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں چلائے اور چاہا کہ چھلانگ لگا کر دوسری طرف کود جائے مگر اس کے ہاتھ پاؤں غائب ہو گئے تھے۔ پھر وہ ایک چھوٹا سا کالا بچھو بن کر زمین پر گر پڑا۔ عقربہ نے اسے اٹھا لیا۔ وہ بھاگ کر درختوں میں سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور بلند آواز میں کہا:

"گورو اسناپا! میں نے تیری امانت قبضے میں کر لی ہے۔ اب مجھے اپنے مینار پر واپس بلا لے۔"

اس کے منہ سے جونہی یہ الفاظ نکلے، عقربہ لڑکی کا جسم فضا میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ اسی ملک کی مشہور بندرگاہ کالی کٹ کے سمندر کنارے شہر سے دور واقع ویران مینار کی دوسری منزل میں اس جگہ کھڑی تھی جہاں درمیان میں ٹھنڈی راکھ کا ڈھیر تھا۔ ٹھیوسانگ بچھو کی شکل میں ابھی تک اس کی مٹھی میں تھا۔ اس کا ذہن بیدار تھا۔ وہ سخت پریشان تھا کہ اس نے جس لڑکی کو بہن سمجھ کر اس کی مدد کی وہ جادوگرنی نکلی اور اصل میں وہ اسے اغوا کرنے وہاں آئی ہوئی تھی اور اس نے سارا ڈھونگ اسی لیے رچایا تھا۔ مگر اب وقت گزر گیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی اور وہ ایک کمزور بچھو بن چکا تھا جس کا ڈنک بھی نہیں تھا۔ عقربہ نے راکھ کے ڈھیر کے سامنے دوزانو بیٹھتے ہوئے تھیوسانگ بچھو کو ٹھنڈی راکھ کے اوپر رکھ دیا۔ تھیوسانگ نے بھاگنے کی کوشش کی مگر ٹھنڈی راکھ نے جیسے اس کی پتلی پتلی ٹانگوں کو جکڑ لیا تھا اور وہ راکھ کے اندر ہی اندر اترتا چلا گیا۔ یہاں تک وہ راکھ کے ڈھیر میں غائب ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی گورو استاپا کی کھرکھراتی آواز آئی:

"تم بھی میرے پاس واپس آ جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔"

بچھو لڑکی عقربہ نے سر اوپر اٹھایا۔ ٹھنڈی راکھ میں سے ایک چٹکی لے کر اپنے سر پر ڈالی اور وہ بھی بچھو بن کر راکھ کے ڈھیر میں نیچے اتر کر غائب ہو گئی۔ دوسری طرف جب دیر ہو گئی اور تھیوسانگ اور عقربہ جنگل سے واپس نہ آئے تو عنبر کو تشویش ہوئی۔ اس کی جیب میں کیٹی مکڑی بے قراری سے باہر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔ چونکہ عقربہ وہاں نہیں تھی اس لیے عنبر نے اسے جیب سے باہر نکال کر تخت پر بٹھا دیا۔ کیٹی مکڑی فوراً اڑ گئی۔ اس نے محسوس کیا کہ تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس نے جنگل میں آ کر یہاں ناشپاتیوں

کے درخت تھے تھیوسانگ کو ادھر اُدھر دیکھا مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔ عقربہ لڑکی بھی وہاں نہیں تھی۔ کیٹی مکڑی سمجھ گئی کہ وہ عیار لڑکی تھیوسانگ کو اپنے طلسم میں جکڑ کر کہیں لے گئی ہے۔ کیٹی مکڑی فوراً واپس عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر نے مکڑی کو دوبارا دیکھا تو بولا:

"تم کہاں چلی گئی تھیں تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کیا تم ماریا ہو؟"

کیٹی مکڑی نے سیٹی کی آواز میں کہا:

"عنبر! میں کیٹی ہوں۔ وہ لڑکی تھیوسانگ کو اغوا کر کے لے گئی ہے۔ وہ کوئی مکار جادوگرنی تھی۔"

مگر عنبر اس کی زبان نہیں سمجھ سکتا تھا۔ وہ بھی اٹھ کر جنگل میں آ گیا کہ تھیوسانگ اور عقربہ کو دیکھے کہ وہ کہاں ہیں اور انہوں نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔

عنبر نے جب سارا جنگل چھان مارا اور اسے نہ تھیوسانگ دکھائی دیا اور نہ ہی عقربہ کہیں ملی تو وہ پریشان ہوا۔ اب اس نے سانس کھینچا تو یہ دیکھ کر سخت گھبرایا کہ فضا میں تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

میرے خدا! کیا تھیوسانگ غائب ہو گیا ہے؟ کیا وہ لڑکی کوئی طلسمی عورت تھی؟ کیا اس نے تھیوسانگ کو اغوا کر لیا ہے؟ عنبر کے ذہن میں کتنے ہی سوال گردش کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے تھے۔ اس کے پاس ان سوالوں میں سے کسی سوال کا بھی جواب نہیں تھا۔ وہ مایوس ہو کر واپس مکان میں آ گیا۔ کیٹی مکڑی بھی اس کے ساتھ ہی اڑتی ہوئی واپس آ گئی۔ وہ گہری سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کرے۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی کوئی جادوگرنی تھی اور اسے کسی نے وہاں تھیوسانگ کو اغوا کرنے کے لیے بھیجا تھا اور وہ اپنا کام کر کے تھیوسانگ کو لے کر چلی گئی ہے۔ عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے وہاں کچھ دیر رہ کر تھیوسانگ کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے۔ تھیوسانگ کسی نہ کسی طرح لڑکی کے چنگل سے نکل کر وہاں واپس آ جائے۔ اس نے مکڑی کو مکان کی دیوار کے ایک چھوٹے سے طاق میں بٹھا دیا اور کہا:

"تم ماریا ہو یا کیٹی یا ناگ ہو۔ میں تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں گا جو خدا کرے۔"

دوسری طرف ناگ عقاب کی شکل میں اڑتا اڑتا ہندوستان کے وسطی علاقے میں پہنچ گیا تھا۔ جونہی وہ جنگل کی سرحد میں داخل ہوا اسے عنبر کی خوشبو آئی۔ ناگ نے خوشی سے نیچے کی جانب غوطہ لگا دیا۔ عنبر کی خوشبو زیادہ تیز ہو گئی۔ ناگ نے اسی خوشبو کا تعاقب شروع کر دیا۔ عنبر کی خوشبو اسے جنگل شہر کے باہر اسی ویران اکیلے مکان پر لے آئی۔ جہاں

عنبر کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ طاق میں بیٹھی کیٹی مکڑی نے بھی ناگ کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ وہ تیزی سے اڑ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ ناگ کی خوشبو عنبر نے محسوس کی تو وہ اچھل کر باہر نکل آیا۔

یہ دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا کہ اس کے سامنے صحن کی دیوار پر یہاں عقاب بیٹھا تھا۔ سوائے ناگ کے یہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا تھا۔ ناگ اڑ کر عنبر کے پاس آ گیا اور فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔ دونوں دوست ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملے۔ کیٹی مکڑی ان کے سروں کے اوپر خوشی سے چکر لگا رہی تھی۔ ناگ نے تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا تو اس نے ناگ کو دردناک کہانی سنا ڈالی۔ عنبر نے ناگ سے ماریا اور کیٹی کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے کہا:

"مجھے ان کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ وہ دونوں کہاں ہوں گی۔ مگر تھیوسانگ کا مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔ آخر تم لوگوں نے اس لڑکی پر اتنا اعتبار ہی کیوں کیا۔ میں نے تمہیں کئی بار سمجھایا بھی ہے کہ کبھی کسی نئے دوست پر فوراً ہی بھروسہ کر کے اسے اپنا کوئی راز نہیں بتانا چاہیے۔"

عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم نے اسے اپنا کوئی راز نہیں بتایا تھا۔ لگتا ہے کہ جب غار میں بڑی چھپکلی کو بھتیوسانگ نے انگلی سے چھو کر چھوٹا کیا تو یہ عقربہ لڑکی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔"

ناگ بولا: "ضرور اسے کسی بڑے جادوگر نے بھتیوسانگ کو اغوا کرنے کے لیے بھیجا ہو گا۔ کیونکہ بھتیوسانگ اس وقت غائب ہوا ہے۔ جب ایک دن پہلے اس نے اپنی انگلی سے چھپکلی کو چھوٹا کرنے کی کرامت دکھائی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ مکار عورت اسی وقت کی تلاش میں تھی۔ جونہی اسے علم ہوا کہ جس شخص کی اسے تلاش ہے وہ بھتیوسانگ ہے تو وہ بہانے سے اسے جنگل میں لے گئی اور وہاں سے طلسم کے ذریعے غائب کر کے رفو چکر ہو گئی۔"

عنبر نے کہا: "اب ہمیں بھتیوسانگ کو بھی ڈھونڈنا ہو گا۔"

ناگ بولا: "بھتیوسانگ اپنے بھولپن سے مار کھا گیا ہے۔ وہ ضرور کسی نہ کسی وقت اس طلسمی چکر سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گا۔"

پھر ناگ نے اپنے سر کے اوپر چکر لگاتی مکڑی کی

طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"یہ اڑنے والی مکڑی کیا چیز ہے۔ میں جب سے آیا ہوں اسے اڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"یہ ایک بازی گر کے پاس تھی مگر اڑ کر ہمارے پاس آ گئی ہے اور بار بار ہمارے سروں پر چکر لگانے لگی۔"

ناگ کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے چمک اٹھیں۔

عنبر نے کہا:

"ناگ! میری چھٹی حس مجھے کہہ رہی ہے کہ یہ مکڑی یا تو ماریا ہے اور یا کیٹی ہے۔"

ناگ نے فوراً ہاتھ بڑھا کر مکڑی کو اپنی مٹھی میں لیا اسے ناک کے قریب لے جا کر سونگھا۔ اسے سونگھتے ہی وہ خوشی سے چلایا:

"عنبر! اس میں سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے۔"

اب عنبر کو بھی خیال آیا کہ اس نے پہلے مکڑی کو کیوں نہ سونگھا۔ عنبر جب مکڑی کو ناک کے قریب لایا تو واقعی اسے کیٹی کی خوشبو آئی۔ اس نے مسرت سے اچھل کر کہا:

"ناگ! یہ تو کیٹی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی مکڑی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور سیٹی کی آواز میں کہا:

"ناگ! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟ کیا تم میری زبان سمجھ رہے ہو؟"

کیٹی پر بدروحوں کے غار میں کچھ ایسے خطرناک طلسم کا اثر ہوا تھا کہ ناگ جو دنیا کے سارے پرندوں اور جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتا تھا کیٹی کی زبان نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

اس نے عنبر سے کہا:

"کیٹی اپنی سیٹی کی آواز میں ہمیں کچھ کہہ رہی ہے۔ مگر اس پر کسی زبردست طلسم کا اثر ہے کہ میں بھی اس کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"سب سے پہلے ہمیں کیٹی کو کسی طرح انسانی روپ میں واپس لانے کا جتن کرنا چاہیے۔"

ناگ بولا: "اس سلسلے میں مجھے یہاں کسی بوڑھے سانپ سے مشورہ کرنا ہو گا۔ کیونکہ بوڑھے سانپوں کو اس دھرتی کے قدیم جادو ٹونے کا توڑ معلوم ہوتا ہے۔"

عنبر نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا:

"ناگ بھیا! خدا کے لیے جلدی سے کسی بوڑھے

سانپ کو بلاؤ۔ نہ جانے کیٹی مکڑی کی شکل میں کتنی تکلیف میں ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے ہمیں تھیوسانگ کے بارے میں کچھ سراغ مل جائے۔"

ناگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور وہ مکان کے باہر پہاڑیوں میں آ گئے۔ کیٹی مکڑی ان کے پاس ہی تھی۔ یہاں آتے ہی ناگ نے سانپ کی آواز میں کسی بوڑھے سانپ کو آواز دی۔ چند لمحوں کے بعد ایک بوڑھا سانپ وہاں آ گیا جس کی مونچھوں کے بال سفید ہو رہے تھے۔ اس نے آتے ہی سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کو دیکھ کر مجھے دلی خوشی ہوئی۔ زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے اچھا ہوا کہ ناگ دیوتا کا دیدار ہو گیا۔"

ناگ نے بوڑھے سانپ کی بہت عزت کی اور کہا:

"اے بزرگ سانپ! میں نے تمہیں ایک بہت ضروری کام کے لیے تکلیف دی ہے۔"

بزرگ سانپ بولا:

"حکم کریں ناگ دیوتا! میں کوئی خدمت کر سکا تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

ناگ نے عنبر کے ہاتھ سے کیٹی مکڑی کو لے لیا اور بولا:

"بزرگ سانپ! یہ مکڑی اصل میں مکڑی نہیں ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلکہ ہماری دوست اور بہن کیٹی ہے۔ اس پر کوئی
زبردست طلسم کر دیا گیا ہے۔ اس طلسم کی وجہ
سے جب سے اپنے حلق سے سیٹی کی آواز
نکالتی ہے تو میں بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیا کہہ
رہی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم سن کر بتاؤ کہ کیا
تم اس کی زبان سمجھ لیتے ہو؟"

بزرگ سانپ بولا:

"کیا یہ مجھ سے بات کرے گی عظیم ناگ دیوتا؟"

ناگ نے کہا:

"میں اس سے بات کرتا ہوں۔ یہ میری بات شاید
سمجھ کر آگے کوئی جواب دے گی۔ تم مجھے یہ بتانا کہ
اس نے کیا کہا ہے؟"

اتنے میں مکڑی کیٹی کے حلق سے باریک سیٹی کی آواز
نکلی۔ بزرگ سانپ نے جلدی سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مکڑی نے کہا ہے۔ میں کیٹی ہوں
ناگ سے کہو۔ میں کیٹی ہوں۔"

ناگ نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا:

"عنبر! یہ کیٹی ہی ہے۔ اس نے بزرگ سانپ سے
کہا ہے کہ میں۔ لیکن تم تو ہماری زبان جانتے ہو۔
معاف کرنا۔ میں بزرگ سانپ سے کیٹی کے بارے

میں کچھ اور پوچھتا ہوں۔ تم سنتے رہنا۔"

عنبر مسکرا دیا کہ گھبراہٹ میں ناگ بھول گیا تھا کہ وہ
سب سانپوں کی زبان سمجھ لیتے ہیں۔

ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا:

"اس سے پوچھو کہ اس پر کس نے جادو کیا ہے اور
اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟"

بزرگ سانپ نے یہ سوال کیٹی سے کیا اور کیٹی نے کہا:

"ناگ سے کہو کہ میں جب عنبر اور ٹھیوسانگ سے
بچھڑ گئی تھی تو بدروحوں کے شہر کے ایک غار میں
اتفاق سے چلی گئی وہاں مجھ پر ایک بڑی مکڑی
نے جادو کر دیا جس کی وجہ سے میں مکڑی بن گئی
میرے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔"

بزرگ سانپ نے کیٹی کی یہ بات ناگ تک پہنچا دی۔

ناگ نے کہا:

"بزرگ سانپ! کیا تمہارے خیال میں کیٹی کے طلسم
کا کوئی توڑ ہو سکتا ہے؟"

بزرگ سانپ پہلے تو خاموش ہو گیا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں پیپل کے جس درخت کے
تنے کے اندر رہتا ہوں وہ ایک ہزار برس پرانا
ہے۔ وہ بڑا بزرگ درخت ہے۔ لوگ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تنے پر لکھ کر کئی طلسم جادو کرتے رہے ہیں۔ پیپل کا یہ درخت میرا دوست ہے۔ میں اس سے مشورہ کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اسے اس جادو کا کوئی توڑ معلوم ہو۔ آپ زحمت کر کے میرے ساتھ پیپل کے درخت کے پاس چلیں۔"

ناگ نے عنبر سے مشورہ کیا تو اس نے کہا:

"ٹھیک ہے ناگ بھیا! پیپل کے درخت سے بھی مشورہ لے لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ہمارا کام بن جائے۔"

کیٹی مکڑی کو جیب میں رکھے وہ دونوں پرانے دوست بزرگ سانپ کے ساتھ جنگل میں چلتے ہوئے پیپل کے ایک پرانے درخت کے پاس آ گئے۔ پیپل کے درخت نے اپنی زبان میں ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔"

پیپل کی آواز عنبر یا کیٹی نہیں سمجھ سکتے اور سن سکتے تھے یہ آواز صرف ناگ دیوتا اور بزرگ سانپ ہی سن اور سمجھ سکتے تھے۔ ناگ نے پیپل کے درخت کے سلام کا جواب دیا اور اسے ساری بات بیان کر دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کیٹی مکڑی کو بھی پیپل کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ پیپل نے اپنی ایک شاخ کو جھکا کر مکڑی کے اوپر اپنے پتوں کا سایہ ڈالا اور پھر ٹہنی اوپر اٹھائی اور ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! یہ لڑکی زندہ ہے۔ اس پر بڑا بھاری آسیب ہے۔ یہ آسیب ایک بدروح چڑیل کا ہے جو اس کے خون میں داخل ہو گئی ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا اس آسیب سے کیٹی کو نجات نہیں دلائی جا سکتی؟"

پیپل کا درخت بولا:

"ناگ دیوتا! میں ہزار سال سے یہاں کھڑا ہوں مجھ پر ہزاروں چڑیلوں، جن بھوتوں اور آسیبوں نے اپنا ڈیرا جمایا۔ باتیں کیں، کچھ عرصہ گزرا اور پھر چلے گئے۔ میں ان کے تمام آسیبوں اور ان کے توڑ سے واقف ہوں۔"

ناگ نے جلدی سے پوچھا:

"اس کے آسیب کے توڑ کا کیا علاج ہے؟"

پیپل کے درخت نے کہا:

"اس کا ایک ہی علاج ہے مگر یہ علاج خطرناک ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کسی دوسرے کو کیٹی کا آسیب اتارنے کے لیے خود بہت بڑا خطرہ مول لینا ہو گا۔"

"وہ کون سا خطرہ ہے؟" ناگ نے سوال کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیپل کے درخت نے کہا:
"اگر کوئی شخص اس مکڑی نما لڑکی کو اپنی ہتھیلی میں رکھ کر سات بار اندرا دیوتا کا نام دہرائے اور پھر بلند آواز میں کہے کہ میں اس لڑکی کا آسیب خود لینے پر تیار ہوں تو اس کا آسیب اُتر جائے گا یہ مکڑی پھر سے لڑکی بن جائے گی اور پہلے اگر یہ غائب بھی تو اب نظر آنے لگے گی۔ لیکن اس کی بجائے دوسرا آدمی آسیب کی گرفت میں پھنس جائے گا اور کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ اس کی کیا شکل بن جائے، وہ مکڑی بھی بن سکتا ہے۔ کوئی درندہ بھی بن سکتا ہے اور چڑیل یا جن بھوت میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔"

ناگ نے یہ بات عنبر کو بتائی تو وہ کانپ اٹھا۔ بولا:
"یہ تو بڑی خطرناک بات ہو گی ناگ! اس کا مطلب ہے کہ ایک ٹھیک ہو جائے اور اس کی جگہ دوسرا پھنس جائے۔ یہ تو کوئی علاج نہ ہوا۔"

ناگ نے پیپل کے درخت سے بھی یہی کہا کہ یہ — تو لڑکی کا علاج نہ ہوا۔ بلکہ قربانی ہوئی کہ کوئی دوسرا اس کی بلا اپنے سر لے لے۔ پیپل کے درخت نے کہا:
"ناگ دیوتا! یقین کریں کہ کیٹی پر جو جادو کیا گیا ہے،

اس کا ایک ہی علاج ہے۔ دوسرا کوئی علاج اس روئے زمین پر نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ مکڑی جو آپ کی بہن ہے پھر سے انسانی شکل اختیار کر لے تو آپ دونوں بھائیوں میں سے کسی ایک کو یہ قربانی دینی ہی ہو گی۔ ورنہ یہ آپ کی بہن کیٹی قیامت تک مکڑی کی شکل میں ہی زندہ رہے گی۔"

ناگ نے پیپل کی یہ بات عنبر کو بتا دی۔ عنبر پہلے تو بہت پریشان ہوا پھر بولا:
"ناگ! یہ قربانی میں کرنے کو تیار ہوں۔ تم پیپل کو کہو کہ میں اپنی بہن کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔"

یہ بات عنبر کی زبان سے کیٹی مکڑی نے سنی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ ایک بہن کے آنسو تھے۔ اس کا دل عنبر پر جان قربان کرنے کو تیار ہو گیا۔ مگر وہ مجبور تھی۔ اس نے چلا کر بزرگ سانپ سے کہا:
"دادا سانپ! خدا کے لیے عنبر سے کہو کہ وہ یا ناگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دیں اور میرے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ مجھے میری حالت پر ہی رہنے دیں بس اتنا ہے کہ مجھے اپنے پاس رکھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں ان کی بہن ہوں۔ اور ایک بہن کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے بھائی اس کی آنکھوں کے سامنے رہیں اور خوش رہیں۔"

بزرگ سانپ نے کیٹی مکڑی کی یہ التجا ناگ کو سنا دی۔ عنبر نے بھی بزرگ سانپ کی بات سمجھ لی تھی۔ اس نے کہا:

"نہیں نہیں کیٹی! میں تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتا مگر تم میری زبان سمجھ رہی ہو۔ میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔ تمہارے لیے میری جان بھی حاضر ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

ناگ نے اس کی بات کاٹ کر کہا:

"تمہاری جگہ یہ قربانی میں کرنے کو تیار ہوں میں بھی اپنی بہن کیٹی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔"

عنبر نے فوراً جواب دیا:

"میں تمہیں یہ خطرہ مول لینے نہیں دوں گا ناگ! کیٹی کا آسیب اپنے سر پر لینے سے نہ جانے کیا ہو جائے اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم بالکل ہی بے بس ہو کر رہ جائیں گے۔ کیوں کہ تم سانپوں کے دیوتا ہو جب کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم سانپوں کو بلا سکتے ہیں مگر انہیں کوئی کام کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ پھر تم اپنی شکل بدل کر ہوا میں پرواز بھی

کر سکتے ہو جب کہ میں ایسا نہیں کر سکوں گا۔ اس لیے تمہارا صحیح حالت میں رہنا بہت ضروری ہے۔"

بزرگ سانپ اور پیپل کے درخت نے بھی ناگ کو یہی مشورہ دیا۔ پیپل کے درخت نے کہا:

"ناگ دیوتا! آپ اس معاملے پر کچھ دیر آرام سے غور کر لیں تو بہتر ہو گا، کیونکہ کیٹی کا آسیب دنیا کے تمام آسیبوں میں سب سے زیادہ طاقتور آسیب ہے۔ یہ کوئی ایسی خاموش بدروح ہے جس نے کیٹی کو مکڑی بنا کر اسے اپنے شکنجے میں اس خاموشی اور مضبوطی سے جکڑ لیا ہے کہ نہ تو آسیب کی اپنی شکل مجھے نظر آتی ہے اور نہ مجھے اس کی آواز ہی سنائی دے رہی ہے۔" اس لیے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آپ اچھی طرح سے مشورہ کر لیں۔"

کیٹی نے بزرگ سانپ سے کہا:

"دادا سانپ! ناگ اور عنبر کو میری طرف سے کہہ دیں کہ میں نہیں چاہتی کہ وہ میری خاطر اپنی زندگیاں خطرے میں ڈالیں۔ میں ان میں سے کسی ایک بھائی کو تکلیف میں ڈال کر خود انسان بن کر زندگی نہیں بسر کر سکوں گی۔ انہیں منع کر دیں کہ وہ میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسیب کو نہ چھیڑیں اور میں جیسی ہوں مجھے ویسے ہی رہنے دیں۔"

بزرگ سانپ نے جب یہ بات ناگ کو بتائی تو عنبر بولا:

"یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہم اپنی بہن کو ساری زندگی اس عذاب میں نہیں دیکھ سکتے۔"

ناگ نے بھی یہی کہا کہ کیٹی کو کہہ دیں کہ وہ اس معاملے میں بیچ میں نہ بولے۔ ہم وہی کریں گے جو ہمیں ایسی حالت میں کرنا چاہیے۔ بزرگ سانپ نے ناگ اور عنبر کی یہ بات کیٹی کو بیان کر دی۔ کیٹی خاموش ہو گئی۔ اب ناگ نے پیپل کے درخت سے کہا:

"میں کیٹی کا آسیب اپنے سر لینے کو تیار ہوں۔"

عنبر جھٹ بولا:

"نہیں ناگ بھیا! میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ یہ کام میرا ہے۔ اسے میں کروں گا۔"

ناگ نے عنبر کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر شاید زندگی میں پہلی بار جذباتی ہو رہا تھا۔ اس نے کہا:

"عنبر بھیا! اب تم کچھ نہیں کہو گے۔ بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ خطرہ سوائے میرے ہم میں سے دوسرا کوئی مول نہیں لے گا۔ اب تم بھی خاموش رہو گے اور کچھ نہیں بولو گے۔"

عنبر چپ ہو گیا۔

ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا:

"دادا سانپ! اگر مجھے کچھ ہو گیا اور میں عنبر اور کیٹی سے ان کی زبان میں بات نہ کر سکا تو میں تم سے بات کرنے کی کوشش کروں گا۔ کیوں کہ ممکن ہے۔ اس بھیانک حالت میں تم میری بات سمجھ لو۔ تم میری بات عنبر اور کیٹی کو بتا دینا۔"

بزرگ سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ ہمارے لیے بھی بڑے قیمتی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو کچھ ہو جائے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کر لیں۔"

ناگ نے بڑے جلال کے ساتھ کہا:

"بزرگ سانپ! یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے آپ اب بیچ میں دخل نہ ہی دیں تو اچھا ہو گا۔"

بزرگ سانپ بھی چپ ہو گیا۔

ناگ نے وہی بات جو بزرگ سانپ کو کہی تھی پیپل کے درخت کو بھی کہی کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا اور تم میری بات، میری زبان سمجھ سکو تو میری باتیں عنبر اور کیٹی کو سمجھا دینا۔"

پیپل کے درخت نے کہا:

"میں اگر تمہاری زبان سمجھ سکا تو عنبر اور کیٹی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ جھلے بنا دوں گا ناگ دیوتا!"

اب ناگ نے کیٹی مکڑی کو اپنی ہتھیلی میں لے لیا عنبر اس کی طرف پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بزرگ سانپ بھی خاموش بیٹھا تھا اور اس کی آنکھیں ناگ دیوتا کے چہرے پر ہی تھیں۔ پیپل کا بزرگ درخت نے بھی جیسے اپنا سانس روک لیا تھا۔ ناگ کی ہتھیلی پر مکڑی کی شکل میں بیٹھی کیٹی کا دل خوف کے مارے دھڑک رہا تھا کہ خدا جانے اس کے بھائی ناگ پر کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ وہ اب بھی یہی چاہتی تھی کہ ناگ اپنا فیصلہ بدل لے مگر اسے معلوم تھا کہ اب ناگ کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ناگ نے سات بار اندر دیوتا کا نام بلند آواز میں دہرایا اور کہا:

"میں اپنی بہن کیٹی کا آسیب اپنے سر پر لینے کو تیار ہوں"

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ سبز ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۴۱ ویران مینار میں پڑھیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

۱۰۸ [illegible]
۱۰۹ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۰ آدھی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰
۱۱۱ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۲ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۳ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۴ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۵ سانپ کا قیدی ۴/۵۰
۱۱۶ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۷ [illegible] ۴/۵۰
۱۱۸ قبر کا ہاتھ ۴/۵۰
۱۱۹ جزیرے کا بھوت ۴/۵۰
۱۲۰ خوفناک مقابلہ ۴/۵۰
۱۲۱ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۲ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۳ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۴ [illegible] (خاص نمبر) ۷/۰۰
۱۲۵ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۶ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۷ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۸ [illegible] ۴/۵۰
۱۲۹ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۰ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۱ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۲ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۳ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۴ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۵ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۶ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۷ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۸ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۹ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۰ ویران مینار ۴/۵۰
۱۴۱ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۲ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۳ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۴ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۵ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۶ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۷ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۸ [illegible] ۴/۵۰
۱۴۹ [illegible] ۴/۵۰
۱۵۰ [illegible] ۴/۵۰
۱۵۱ [illegible] ۴/۵۰
[illegible]

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا
۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

PDFBOOKSFREE.PK